جلد 27 شمارہ 8 ماہ اگست 2025ء صفر المظفر 1447ھ

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا

اللہ

محبت

صداقت

سلسلہ عالیہ توحیدیہ

ہے عرش بھی نیچا جو ہو پرواز مسلسل

ماہنامہ

فلاحِ آدمیت

سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا تعارف اور اغراض و مقاصد

- سلسلہ عالیہ توحیدیہ ایک روحانی تحریک ہے جس کا مقصد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق خالص توحید، اتباع رسول، کثرت ذکر مکارم اخلاق اور خدمت خلق پر مشتمل حقیقی اسلامی تصوف کی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔
- کشف و کرامات کی بجائے اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان اور اس کی رضا و لقاء کے حصول کو مقصود حیات بنانے کا ذوق بیدار کرنا ہے۔
- حضور ﷺ کے اصحاب کی پیروی میں تمام فرائض منصبی اور حقوق العباد ادا کرتے ہوئے روحانی کمالات حاصل کرنے کے طریقہ کی ترویج ہے۔
- موجودہ زمانے کی مشغول زندگی کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نہایت مختصر اور سہل العمل اوراد واذکار کی تلقین۔
- غصہ اور نفرت، حسد و بغض، تجسّس و غیبت اور ہوا و ہوس جیسی برائیوں کو ترک کر کے قطع ماسواء اللہ، تسلیم و رضا عالمگیر محبّت اور صداقت اختیار کرنے کو ریاضت اور مجاہدے کی بنیاد بنانا ہے۔
- فرقہ واریت، مسلکی اختلافات اور لا حاصل بحثوں سے نجات دلانا۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی اہمیت کا احساس پیدا کر کے اپنی ذات، اہل و عیال اور احباب کی اصلاح کی فکر بیدار کرنا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رضا اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی اور ملت اسلامیہ کی بہتری کی نیت سے دعوت الی اللہ اور اصلاح و خدمت کے کام کو آگے بڑھانا اپنے مسلمان بھائیوں کے دلوں میں قلبی فیض کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی محبّت بیدار کرنا اور روحانی توجہ سے ان کے اخلاق کی اصلاح کرنا ہے۔

ماہنامہ

فلاحِ آدمیّت

گوجرانوالہ

فلاحِ آدمیّت

عالمگیر محبت اور بنی نوع انسان کی اصلاح و فلاح کا علمبردار

بیاد

خواجہ عبدالحکیم انصاری رح

بانی سلسلہ

محمد صدیق ڈار رح

بانی مجلّہ فلاح آدمیت

شیخ سلسلہ و مدیر سے رابطہ

مرکز تعمیر ملت (ڈاکخانہ سیکنڈری بورڈ) وحید کالونی کوٹ شاہاں گوجرانوالہ

ای میل: info@tauheediyah.com Ph: 055-3411030

Website www.tauheediyah.com

پبلشر عامر رشید انصاری نے معراج دین پرنٹرز مچھلی منڈی لاہور سے چھپوا کر مرکز تعمیر ملت، جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سے شائع کیا

قیمت شمارہ -/30 روپے

سالانہ فنڈ -/300 روپے

اس شمارے میں

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا

محبت — اللّٰہ — صداقت

سلسلہ عالیہ توحیدیہ

ہے عرش بھی نیچا جو ہو پرواز مسلسل

اللہ تبارک وتعالیٰ کے قرب ورضا کی خاطر،

تزکیہ نفس، تزکیہ قلب اور ولولہ تازہ کے حصول کے لیے اجتماع

کی فکر انگیز مجالس میں اہتمام کے ساتھ شرکت فرما کر انوار وبرکات سے مستفیض ہوں۔

آپکو شرکت کی پرخلوص دعوت ہے

سلسلہ عالیہ توحیدیہ

کا اصلاحی وتربیتی، روح پرور، عظیم

سالانہ اجتماع

24-25 اکتوبر 2025ء

بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ کو منعقد ہوگا

مرکز تعمیر ملت وحید کالونی، کوٹ شاہاں گوجرانوالہ

0303-0466321, 03246075313, 0300-7374750

پیامِ قرآن

وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ۔ (سورۃ آل عمران ۳: آیت ۱۴۶)

اس سے پہلے کتنے ہی ایسے گزر چکے ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے خدا پرستوں نے جنگ کی۔ اللہ کی راہ میں جتنی مصیبتیں ان پر پڑیں اس سے وہ دل شکستہ نہیں ہوئے۔ انہوں نے کمزوری نہیں دکھائی، وہ باطل کے سامنے سرنگوں نہیں ہوئے، ایسے ہی صابروں کو اللہ پسند کرتا ہے۔

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔ فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔ (سورۃ آل عمران ۳: آیات ۱۴۷۔۱۴۸)

اوران کی دعا بس یہ تھی کہ اللہ ہمارے رب! ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما، ہمارے کام میں تیرے حدود سے جو کچھ تجاوز ہو گیا ہو اسے معاف کر دے، ہمارے قدم جما دے اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔ آخر کار اللہ نے ان کو دنیا کا ثواب بھی دیا اور اس سے بہتر ثواب آخرت بھی عطا کیا۔ اللہ کو ایسے ہی نیک عمل لوگ پسند ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ عید الفطر کے دن نہ نکلتے جب تک کہ آپ ﷺ چند کھجوریں نہ کھا لیتے ۔اسی حدیث کی دوسری روایت کے مطابق حضرت انسؓ نے یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ طاق عدد کھجوریں کھاتے تھے ۔

(کتاب العیدین،صحیح بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ (عید کے دن) نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے ، پہلے آپ ﷺ نے نماز پڑھی پھر خطبہ دیا،اس سے فارغ ہو کر آپ ﷺ عورتوں کی طرف گئے اور انہیں نصیحت کی ۔آپ ﷺ بلالؓ کے ہاتھ کا سہارا لئے ہوئے تھے اور بلالؓ نے اپنا کپڑا پھیلا رکھا تھا ،عورتیں اس میں خیرات ڈال رہی تھیں ۔ میں نے اس پر عطاء سے پوچھا کہ کیا اس زمانہ میں بھی آپ امام پر یہ حق سمجھتے ہیں کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد وہ عورتوں کے پاس آ کر انہیں نصیحت کرے ۔انہوں نے فرمایا کہ بے شک یہ ان پر حق ہے اور سبب کیا جو وہ ایسا نہ کریں ۔

(کتاب العیدین،صحیح بخاری)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عید الفطر کے دن دو رکعتیں پڑھیں نہ ان سے پہلے کوئی نفل پڑھا نہ ان کے بعد ۔ پھر (خطبہ پڑھ کر) آپ ﷺ عورتوں کے پاس آئے اور بلالؓ آپ ﷺ کے ساتھ تھے ۔آپ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا: خیرات کرو۔ وہ خیرات دینے لگیں ۔کوئی اپنی بالی پیش کرنے لگی،کوئی اپنا ہار دینے لگی۔

(کتاب العیدین،صحیح بخاری)

ندائے عارف

(فرمودات شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد یعقوب صاحب توحیدی مدظلہٗ)

(ماجد محمود توحیدی)

☆ باباجیؒ نے کہا تھا کہ اپنے ارادے اونچے رکھو اور کام کرو۔ کام سے پیچھے مت ہٹنا۔ عاجزی کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا لیکن اپنے ارادے اونچے رکھنا اور ایک ایک کر کے Step by step اپنے مقاصد کو مسخر کرتے جانا اور آگے بڑھتے جانا۔ انشاء اللہ سارا کچھ بڑھے گا۔ اللہ بہتر کرے گا۔

☆ والدین کو اکیلا چھوڑ کر بیرون ملک مالی مفادات کے لئے رہائش اختیار کرنے والوں کی بات چلی تو اس پر فرمایا:

حضرت اویس قرنی کو حضور اقدس ﷺ نے اپنی ماں کی خدمت چھوڑ کر اپنے پاس آنے سے منع کر دیا تھا۔ آپ کی زندگی میں وہ ادھر نہیں آسکے۔ بعد میں جو مقام اویس قرنی کو اللہ نے دیا وہ بھی اللہ ہی جانتا ہے کہ کیا مقام ہے۔ پتا نہیں ہم پر کیا خوف ہے کہ سارا کچھ Available ہے لیکن پھر بھی ڈر ہے کہ اگر یہ مہرہ یہاں سے ہٹ گیا تو ہم مر جائیں گے۔ یہ جو خوف ہے یہ بڑی عجیب بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کرے۔ یہ کہ اگر یہ ایک بیٹا وہاں نہ ہوا، اپنے والدین کے پاس رہ کے ان کی مدد کرنے لگ گیا تو کیا قیامت آجائے گی۔ بس وہ بہتر سمجھتا ہے۔

کہتے ہیں کہ جیسے اندھا اپنے گھر کو سمجھتا ہے ایسا کوئی دوسرا ٹھیک نہیں سمجھتا لیکن مجھے اپنے طور سے جو Short cut ہے وہ تو یہی لگتا ہے کہ یہ لالچ ہے اور خوف ہے کہ اگر یہ میرا بیٹا یہاں سے ہلا تو بس ہمارا کام خراب ہو جائے گا۔ یہ بڑی غلط بات ہے، بڑی ہی غلط بات ہے۔ اللہ مدد فرمائے، ہم دعا ہی کر سکتے ہیں۔

☆ سارے بھائی توبہ کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے۔ اللہ کی رضا کے بغیر بڑا مشکل ہے۔ اس کے بغیر جینا بہت مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے اللہ کو راضی کرنے کے لئے توبہ کیا کریں۔ عاجزی کا اظہار کیا کریں۔ دل و جان سے عاجزی کا اظہار کیا کریں اور دعا کیا کریں کہ یا اللہ آپ کی مدد کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں ہیں۔ ہماری مدد فرما۔ اسی سے پیار بھی بڑھے گا اور انشاء اللہ سارے مسائل بھی اللہ میاں حل کر دے گا۔

☆ ارادے اپنے ہمیشہ بلند رکھیں۔ ان کے حصول کے لئے جو بھی ہے کوشش کریں لیکن کریں ضرور۔ نکما پن اچھی بات نہیں ہوتی۔ حرکت میں رہیں۔ حرکت میں برکت ہوتی ہے۔ اللہ آپ کو جزا دے۔

☆ نئے بیعت ہونے والے بھائیوں سے متعلق بات ہوئی تو فرمایا:

ہم نے جتنا فالتو نکما وقت گزارا ہے ان کو اگر ابھی سے آپ لوگ گائیڈ کرتے رہیں گے، ایک ایک چھوٹی چھوٹی بات سے بھی یہ چھوٹی چھوٹی باتیں بن کے بڑی بات بن جائے گی اور یہ بچے ان شاء اللہ بڑے اچھے بن جائیں گے۔ کچھ نہ کچھ بولنا اور کرنا ان شاء اللہ سیکھیں گے۔ اللہ کے فضل سے بڑے اچھے بن جائیں گے۔

رابطہ جو ہے یہ آپس میں پیار بڑھانے کا ایک ذریعہ ہے۔ جتنا آپس میں رابطہ رہے گا اتنا ہی پیار بڑھے گا۔ پیار بڑھنا رابطے سے ہوتا ہے۔ رابطہ رہے تو پیار بھی بڑھے گا اور ایک دوسرے کو آدمی پہچان بھی سکتا ہے اور پھر اس کو Follow بھی کر سکتا ہے۔ یہ ساری باتیں بات چیت کرنے سے، ملنے جلنے سے ہی ہوتی ہیں اور آدمی سیکھتا ہے۔ دوسرے کو Follow کرنا بھی سیکھتا ہے، اس کی بات سننا بھی سیکھتا ہے اور خود ان سے اچھی باتیں سیکھتا ہے۔ یہ سب ملنے جلنے سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھائیوں کو ہمت دے اب تو ماشاء اللہ سارے بھائی بہت اچھے ہیں، ہمارا وقت گزر گیا ہے۔ ان شاء اللہ یہ نئے بھائی حلقہ کو چلائیں گے۔ ہمارا حلقہ چلے گا ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔

☆ سوال کیا گیا کہ نظر کی کوتاہی کا کیا حل کیا جائے؟ اس سے کیسے بچا جائے؟ اس کے جواب میں فرمایا:

نظر کی کوتاہی میں اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے اس کی تو معافی ہو سکتی ہے لیکن اس کا اچھا طریقہ یہ ہے کہ اُس خیال کو اللہ کی طرف Divert کر دیا جائے کہ ماشاء اللہ اللہ کی مخلوق ہے، اس سے اللہ کے ذریعے سے پیار کر لیں تو میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔ اللہ دلوں کا مالک ہے۔ مجھے تو یہ مناسب لگتا ہے کہ اپنے خیال کو اللہ کی طرف موڑ لیا کریں اور اس ٹائم کو اللہ کی تعریف میں استعمال کر لیا کریں۔ الحمد للہ کہہ کے، استغفر اللہ کہہ کے، سبحان اللہ کہہ کے، اس خیال کو ہی اللہ کی طرف Divert کر لیا کریں۔ اللہ بہت کرم کرے گا انشاء اللہ، ٹھیک ہے۔ اللہ کی مدد مانگیں او روہی مدد کرنے والا ہے۔ الحمد للہ۔ اور کرتا ہے۔ ہمیں اس پر فخر ہے الحمدللہ کہ ہمارا اللہ ہے۔

☆ حلقہ ذکر میں اللہ کا ذکر بہت بڑی بات ہے جسے اللہ نصیب کرے۔کم ازکم یہ جو ایک گھنٹہ ہوتا ہے اس میں آپ فرشتوں کی محفل میں رہتے ہیں اور Direct اللہ میاں کی نگرانی میں رہتے ہیں۔ایسی سعادت صرف توحیدیوں کو ہی مل سکتی ہے اور کسی کو نہیں مل سکتی۔ یہ بڑی سعادت ہے۔کم ازکم ایک گھنٹہ ہوتا ہے۔اس میں ہنس کھیل بھی ہوتی ہے۔گپ شپ بھی ہوتی ہے،کھانا پینا بھی ہوتا ہے اور اللہ اللہ بھی ہوتی ہے۔یہ سارا ملا کے اللہ کی رحمت کی چادر بن جاتی ہے جو پورے علاقے پر تن جاتی ہے۔یہ اللہ کا احسان ہے کہ آپ لوگوں کی وجہ سے پورا علاقہ جگ مگ کرتا ہے۔ما شاء اللہ۔

حلقہ ذکر میں بھی جایا کرو اور اللہ کو بھی یاد کیا کرو۔ یہ بڑی بات ہے۔ یہ بڑی بات ہے الحمد للہ۔اللہ تعالیٰ نے جس کو نصیب کی اسے ہی پتا ہے،وہی جانتا ہے یا پھر اللہ جانتا ہے کہ اس کا کیا Return ہے۔ سبحان اللہ۔

☆ خودساختہ پریشانیوں اور تکلیفوں کی بات پر فرمایا:

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

یہ بات بہت ضروری ہے۔ہم لوگوں کو بہت دیر سے سمجھ آتی ہے یا پھر بھی سمجھ نہیں۔ پھر بھی ہم اللہ پہ ڈال دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی مرضی تھی ایسا ہو گیا تو کیا کریں۔ہم لوگوں پر اللہ بس اپنا فضل فرمائے۔

☆ اگر ہم دوسروں کی بیمار پرسی نہیں کریں گے تو ہماری بیمار پرسی اور کون کرے گا؟ ہمارے حال کو اور کون پوچھے گا؟ اس لئے ہمیں دل وجان سے ہروقت تیار رہنا چاہئے کہ

جہاں تک ہمارا بس چلتا ہے ہمارا کوئی بھائی کبھی اکیلا پن محسوس نہ کرے۔یہ بڑا ضروری ہے۔

کہتے ہیں کہ بیمار پرسی کے لئے جب کوئی آدمی جاتا ہے تو اس وقت اللہ میاں اس آدمی کے ہر حالت سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔کوئی بیمار پرسی کے لئے جائے تو اللہ میاں سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ بیمار پرسی کر رہا ہوتا ہے تو اس سے بڑی سعادت اور کیا ہوگی؟ اللہ ہم سب کو نصیب کرے یہ بڑی بات ہے۔اللہ اپنا فضل فرمائے۔

☆　نظر لگنے کے بارے میں سوال ہوا کہ یہ نظر لگنا کیا ہے اور اس سے کس طرح بچا جاسکتا ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا:

نظر کا لگنا حق ہے۔حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ حق ہے۔نظر ایسے لگتی ہے کہ آپ کو کسی چیز پر بہت زیادہ پیار آجاتا ہے تو اس وقت فوراً **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** پڑھ لیا کرو۔اس سے نظر جاتی رہتی ہے اور اس کا برا اثر نہیں ہوتا۔**ماشاء اللہ** بھی پڑھتے ہیں اور **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** بھی پڑھتے ہیں۔یہ پڑھ لیا کریں تاکہ اس کا اثر فوراً زائل ہو جائے یہ حضور اقدس ﷺ کا نسخہ ہے جو آپ نے ہمیں تعلیم فرمایا ہے۔نظر سے بچنے کا طریقہ یہ ہے اور نظر لگنا سچ ہے۔حضور اقدس ﷺ اکثر حسنینؓ پر نظر کی دعا بھی پڑھ کے دم کیا کرتے تھے اور آپ بھی یہ خیال رکھیں۔

عام طور سے نظر اپنے آدمی کی ہی لگتی ہے کیونکہ اتنا زیادہ پیار کسی اپنے آدمی کو ہی اپنے بچے یا بڑے پر لگتا ہے۔اسے زیادہ پیار آتا ہے تو اسی کی نظر لگتی ہے۔فوراً **ما شاء اللہ** یا **لا حول ولا قوۃ** پڑھ لیا کریں تو **ان شاء اللہ** اس کا اثر جاتا رہے گا۔

☆　سوال کیا گیا کہ آپ کی مریدین سلسلہ عالیہ توحیدیہ سے متعلق کیا خواہشات ہیں؟

اس کے جواب میں آپ نے فرمایا:

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے

خواہش کا کیا ہے؟ خواہشیں تو پیدا ہوتی رہتی ہیں اور ختم ہوتی رہتی ہیں۔میری خواہش اگر میں یہ کہوں کہ مجھے اکثر یہ خیال میں رہتا ہے کہ میں خود بھی بڑا اللہ اللہ کرتا رہتا ہوں، میرے بھائی بھی ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہیں، صحت مند رہیں، تندرست رہیں، انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔اللہ میاں ہم سے راضی ہو جائے۔ ہمارے حلقے کا ماحول صاف ستھرا ہو جائے بہت خواہشیں ہیں، یہ ہوتی رہتی ہیں۔کوئی ایک Particular تو ہمیں یہ سکھایا ہے کہ اللہ کی یاد کو اپنا حرز جاں بنالو۔وہ ہے اور اس کے ساتھ اسی سے متعلقہ جو باتیں ہیں میرا خیال ہے کہ سب بھائیوں کی وہی خواہشیں ہوتی ہوں گی، میری بھی وہی ہیں۔اور میں کیا بتاؤں؟

بھائیوں کو میں خوش و خرم دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ ہمارے بھائی کوئی مریل مریل سے رہیں۔خوش رہیں اور ہر لحاظ سے Confident رہیں۔میری خواہش ہے کہ میرے بھائی کوئی بھی میرے سامنے آئے یا کسی سے بھی ملے، پورے Confidence سے ملے اور خوب بات کرے بھی، بات سنے بھی، سکھائے بھی اور سیکھے بھی۔ Confident رہے۔مریل قسم کا ہمارا بھائی نہیں ہونا چاہئے کم ازکم۔توحیدی کے ساتھ بھی یہ بات بالکل نہیں جڑتی کہ مریل سا رہے۔اسے ہمیشہ ٹھیک ٹھاک Confident رہنا چاہئے۔میری یہ خواہش ہے۔ ہمارے بھائی بالکل پُر اعتماد ہوں۔ بھائی سے بھائی ملیں تو پتا چلے کہ یہ دو توحیدی مل رہے ہیں۔ یہ میری خواہش ہے۔ ہمارے بھائیوں کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔**الحمدللہ** ہمارے بھائی ایسے ہی ہیں۔

وہ جو میں عاجزی کی بات کیا کرتا ہوں وہ عاجزی یہ نہیں ہے کہ بندہ مریل سا ہو اور منہ لٹکا کے بات کرے۔ یہ عاجزی نہیں ہے۔ عاجزی دل کی ہے کہ دل میں اللہ ہو تو اس کا Confidence خود بخود ہی آجاتا ہے اور عاجزی یہ ہے کہ اس کا دل اندر سے یہ تسلیم کرے کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ جو کچھ ہوں میں ایک اللہ کی وجہ سے ہوں اور وہ میرے ساتھ ہے الحمدللہ۔ بس عاجزی یہ ہے کہ میں جو کچھ بھی ہوں جس نے مجھے بنایا ہے اسی کی وجہ سے ہوں ورنہ میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ یہ نہیں ہے کہ منہ لٹکا کے ادھر ادھر ہونے لگ گئے۔ مریل مریل بن کے باتیں کرنے لگ گئے کہ میں بڑا عاجزی دکھا رہا ہوں یہ عاجزی نہیں ہے۔ یہ ریاکاری ہے۔ یہ سرے سے اچھی بات ہے ہی نہیں۔

☆ ایک بھائی نے سوال کیا کہ نسبت کیوں ضروری ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا:

بڑا ٹیڑھا سوال کیا ہے۔ اس کا اثر تو ہوتا ہے ناں۔ نسبت اس لئے ضروری ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے جو لوگ بیعت ہوتے تھے وہ صرف اس لئے ہوتے تھے کہ ہر معاملے میں آپ ﷺ کی تائید اُن کے خیالات کے ساتھ شامل ہو جائے گی۔ آپ کی تائید ان کو میسر ہو جائے گی۔ آپ ﷺ کے خیالات ان کے خیالات پر اثر انداز ہوں گے۔ اس لئے وہ ان سے بیعت ہوا کرتے تھے۔

ہم بھی اس لئے بیعت ہوتے ہیں کہ ان بزرگوں کے جو خیالات ہیں ان کے ساتھ ہمارا رابطہ ہو جائے گا۔ نسبت میں رابطہ ہوتا ہے۔ ہمارا رابطہ ہو جائے گا۔ رابطہ روحانی طور سے ہی ہوگا لیکن رابطہ ہوتا ہے۔ ضرور ہوگا۔ ظاہر ہے ایک ایک اور دو گیارہ ہو جائیں تو اس سے فرق تو پڑتا ہے ناں۔ اچھائی ہوتی ہے۔ میں اکیلا صرف اپنی پرواز ہی اُڑ سکتا ہوں لیکن میرے ساتھ کوئی مجھے مدد دے اور طاقت دے، میری اُس کاوش میں وہ بھی محنت کرے،

کوشش کرے تو ظاہر ہے میری پرواز میں اضافہ ہوجائے گا، اُس میں طاقت آجائے گی۔

نسبت اس لئے ضروری ہے کہ اُنہوں نے یہ رستہ چلا ہوتا ہے اور اُس رستے کی کم وبیش اونچ نیچ سے بھی واقف ہوتے ہیں۔ اس میں وہ اس کے مطابق ضرورت کے مطابق مدد کرتے ہیں اور اللہ میاں کی مدد سے ترقی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

☆ سوال کیا گیا کہ مرشد کی تعلیمات پر عمل کے علاوہ بعض دفعہ مریدین کی شکل وصورت بھی مرشد کی شکل وصورت پر آجاتی ہے، ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا:

یہ تصوف کی کتابوں میں عام طور سے لکھا ہوا ہے اور یہ ہو بھی جاتا ہے۔ یہ انتہائی پیار کی اور صحیح طریقے سے ان کی سنت کے مطابق Follow کرنے سے ہوتا ہے۔ خودبخود ہی اس پر روحانی طور سے اثر پڑتا ہے اور وہ نظر ایسے آتے ہیں کہ جیسے ان کے مرشد کی صورت ہو یا ان سے ہی ملتی جلتی نظر آتی ہے۔ یہ ساری باتیں انتہائی پیار اور ان کو Follow کرنے سے ہوتا ہے۔ انہیں اپنے مرشد کے ساتھ پیار بہت ہوتا ہے، وہ ٹوٹ کے ان سے پیار کرتے ہیں اور ان کی ہر چھوٹی بڑی بات کو احاطہ کر کے اس پر عمل کرتے ہیں۔ اس عمل کی وجہ سے ان پر روحانی پرتو پڑ جاتا ہے۔ وہ پھر ایسے ہی نظر آتے ہیں جیسے مرشد کی صورت ہو۔ ایسا ہی ہوتا ہے یہ صرف پیار کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ان کو Follow کرنے سے ہوتا ہے۔

ہم آپس میں کس نسبت سے ملتے ہیں؟ ہماری اور نہ کوئی رشتہ داری ہے، نہ کوئی دوستی ہے، نہ کوئی اتنا لمبا چوڑا مالی، کاروباری یا کسی اور قسم کا کوئی تعلق ہے لیکن ہم ایک دوسرے سے جب ملتے ہیں تو ایسا ملتے ہیں کہ جیسے ہم پیدا ہی اسی لئے ہوئے تھے۔ یہ نسبت ہے جس کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کو اپنا نسبتی بھائی سمجھ کے ایک دوسرے کے ساتھ چپک جاتے ہیں یہ نسبت ہوتی ہے اور اسی نسبت کا اثر ہوتا ہے۔ شیخ کو اپنے مریدوں سے یہ نسبت سب سے

زیادہ گہری ہوتی ہے۔وہ جس پرمہربان ہوجائے ،اس سے Attach ہوجائے تو سمجھو کہ وہ اسے لے اڑا۔انہیں مزے سے لے اڑتا ہے۔یہ نسبت قائم کرنے کی کوشش کریں۔ یہ دوڑ ہے۔دوڑ میں جس کا اللہ میاں بھی کہتا ہے کہ بھلائیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔یہ سبقت اسے ہی کہتے ہیں کہ آپ اپنے پیار کواس حد تک بڑھائیں کہ آپ کی نسبت اتنی ہی گہری ہوجائے کہ آپ کے پیار سے بھی گہری ہوجائے اورآپ اسی نسبت سے آگے چلے جائیں۔یہ نسبت ہوتی ہے۔

☆ ایک بھائی نے سوال کیا کہ فقیری کیسے حاصل ہوتی ہے؟اس پرآپ نے فرمایا:

انصاری صاحبؒ کہا کرتے تھے کہ فقیری چاہیے تو ایک منٹ میں حاصل کرلو۔ ایک منٹ میں۔بس جو حضورﷺ کا طریقہ ہے کہ گالیاں کھا کے دعائیں دو، مار کھا کے دعائیں دو، کچھ دینے کو لینے پر ترجیح دو۔بس یہی فقیری ہے۔اگر یہ کرنا ہے تو ایک منٹ میں حاصل کرلو گے ورنہ ساری زندگی حاصل نہیں کرسکتے۔

یہ بات ایسے ہی لگتی ہے لیکن یہ واقعی ایک حقیقت ہے۔یہ چیز حاصل کرنے میں میرا خیال ہے کہ آدمی بچپن سے جوان ہوجاتا ہے لیکن اتنی حاصل نہیں کرپاتا جتنی حاصل کرنی چاہیے۔تو کوشش کریں یہی فقیری ہے۔یہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔وہ جو آپ کو قطع ماسوٰئ اللہ سکھاتے ہیں وہ یہی ہے کہ اپنے دل میں اللہ کے سوا کسی چیز کو جگہ مت دو۔سوائے اللہ کے اپنے دل میں کسی بھی چیز کو جگہ مت دو۔تعلق سب سے رکھو۔اپنے ماں باپ، بہن بھائی، جائیداد سب سے تعلق رکھو لیکن دل میں جگہ مت دو۔جس کسی کو بات ہو جس کے متعلق بات ہو،ایک لمحے کے لئے بات کی اور پھر ایک دم اپنے آپ کو واپس اُدھر ہی گرا دیا جدھر سے اٹھے تھے۔اسے قطع ماسوٰئ اللہ کہتے ہیں اور یہی فقیری ہے۔

باباجیؒ جب یہ Instructions لکھ رہے تھے تو اُس وقت ہونے والے مرشد کو مخاطب کر کے کہا، خاص الفاظ استعمال کئے کہ یاد رکھیں آپ اللہ کے ایک نہایت کمزور انسان ہیں، اپنے اس میں اتنے مست مت ہو جانا کہ کسی آنے والے کا دل دُکھ جائے۔ آپ کا سارا کچھ جاتا رہے گا۔ بڑے اچھے الفاظ میں یہ واضح کیا کہ یہ نہ سمجھ لینا کہ یہ جو آرہا ہے یہ مجھ سے گھٹیا ہے، مجھ سے کمزور ہے۔ اپنے آپ پر دوسرے کو فوقیت دینا ہی فقیری ہے۔ بس یہ کوشش کریں۔ اپنے آپ کو برا مت سمجھیں لیکن دوسرے کو اپنے اوپر فوقیت دیں کہ یہ مجھ سے بہت اچھا ہے۔ ہر لحاظ سے خوبصورت ہے، جوان ہے، تندرست ہے، بہت نیک ہے۔ یہ ساری باتیں اس میں ہیں۔ مجھ سے ہر لحاظ سے زیادہ ہیں۔ خود کوشش بھی کرو۔ آپ کو اسی میں اپنی اصلاح کا ذریعہ ملتا جائے گا۔ اس میں کوئی ایسی بات، کوئی نہ کوئی بات آپ کو مل جائے گی جس پر عمل کرنے سے آپ کا درجہ بھی مزید بلند ہو جائے گا۔

یہ ہم ایک دوسرے سے ہی سیکھ سکتے ہیں۔ جس کا تعلق جتنا زیادہ کسی کے ساتھ ہو، چاہئے یہ کہ اس کی جتنی اچھائیاں ہیں وہ اپنے اوپر لازم کر لیں۔ اسی سے آپ کی Fifty percent اصلاح ہو جایا کرے گی۔ یہ اصلاح کا عمل پوری زندگی قائم رہتا ہے۔ اس کی ہر وقت ہر انسان کو ضرورت ہے جو اپنے آپ کو فقیر بنانا چاہتا ہے۔ ہر وقت ہر کسی کو یہ ضروری چاہئے کہ ہر بھائی سے کچھ نہ کچھ سیکھنے کی کوشش کرے۔ کچھ نہ کچھ حاصل کرے۔ اسی میں اُس پر بھی اثر ہوتا رہے گا، جس سے آپ سیکھ رہے ہیں وہ بھی ساتھ ساتھ سدھرتا رہے گا۔ اللہ کا یہ بڑا اچھا نظام ہے۔ اس کی کوشش کریں یہی فقیری ہے۔

باقی فقیری کا پتا اس وقت چلے گا جب بڑے صاحب سے ملاقات ہوگی۔ وہاں پتا چلے گا کہ کون کتنا بڑا فقیر ہے۔ وہاں جب انبیاء بھی سر اُٹھا کے نہیں دیکھ سکیں گے،

بات نہیں کر سکیں گے تو یہ ایک گروہ کہیں کسی کنارے میں ہوگا، اپنے آپ میں مست رہے گا۔ جب بلائیں گے تو جائے گا۔ یہ اپنی جگہ ہوگا۔ لیکن پتا اُس وقت چلے گا کہ کون کتنا بڑا فقیر تھا۔ اس سے پہلے پتا نہیں چل سکتا۔

ہر کوئی ہر بھائی کو پیار کی نظر سے دیکھے اور پیار سے بولے بس۔ یہ پیار کرنا سیکھ لو سب انشاء اللہ سیکھے سکھائے فقیر بن جاؤ گے۔

☆ پوچھا گیا کہ آپ جو کہتے ہیں کہ ایک دفعہ اللہ کی طرف آجائیں تو وہ پھر خود بھی نہیں جانے دیتا۔ کیا اللہ مجبور کر کے انسان کو اپنی محبت میں رکھتا ہے؟ یہ کیسے ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا:

اقبالؒ تو ایسے کہتا ہے کہ جسے وہ اپنا بناتا ہے، مٹا دیتا ہے۔ مٹاتا یہی ہے کہ وہ اسے پھر اپنی یاد میں گم کر دیتا ہے۔ جو اللہ کو یاد کرتا ہے تو وہ اس میں ایسا مگن ہوتا ہے کہ اسے کوئی دوسرا پھر نظر ہی نہیں آتا۔ تو یہ حقیقت ہے کہ آپ جتنا اللہ کو یاد کریں گے، اس کی یاد میں آپ مٹتے جائیں گے تو وہ پھر آپ کی پیچھے ہٹنے کی حس ہی نہیں رہتی کہ آپ بھول جائیں کہ میں نے اس کے علاوہ اور بھی کچھ کرنا ہے۔ پھر وہی ہوتا ہے آپ نے جو کچھ سیکھا ہے یا جو کچھ کر رہے ہیں۔ اس سے آگے پھر کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ پھر نہیں جانے دیتا یہ حقیقت ہے۔ بالکل حقیقت ہے۔ وہ پھر کسی کو ہٹنے نہیں دیتا تم آگئے ہو تو آجاؤ۔

باباجیؒ نے ایک دفعہ بیٹھے بیٹھے واقعہ سنایا تھا کہ ایک بزرگ تھا جس نے کہا کہ اللہ میاں مجھے بس عشق دے دے، اور کچھ دے یا نہ دے۔ اللہ میاں نے اس سے کہا کہ عشق سے نیچے کوئی چیز قبول کر لو، یہ عشق والا معاملہ مشکل ہے، مت کرو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں اللہ میاں مجھے تو یہی چاہیے۔ وہ بہت بڑا آدمی تھا۔ اللہ نے اس کا ایک رتبہ چھین لیا۔

اسے دیکھا تو اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ پھر بھی اللہ میاں نے کہا کہ دیکھ لو، یہ آپ کا چلا گیا ہے ، اب باز آ جاؤ۔ مزید عشق کی بات مت کرو۔ کہتا ہے کہ اللہ میاں یہ بہت معمولی بات ہے۔ مجھے کچھ اور بھی چاہئے۔ دوسری دفعہ کوئی اور رتبہ چھن گیا، مال و دولت چھن گئے، خود بیمار ہو کے الٹا ہو کے گر گیا۔ بیکار ہو گیا۔ اللہ میاں نے پھر پوچھا تو کہتا ہے کہ اللہ میاں بس میں نے کہہ دیا ہے، مجھے یہی ایک چیز چاہئے اور تو کچھ چاہئے نہیں۔ پھر اللہ میاں نے کہا کہ چلو یار تم یہاں تک آ گئے ہو تو کوئی دو قدم میں بھی آگے ہو جاتا ہوں۔ تمہارا عشق تمہیں مل گیا۔

یہ ہوتا ہے۔ وہ ذرا مشکل کام ہے لیکن جب مل جاتا ہے تو پھر پیچھے نہیں ہٹتا، پھر گلے ہی چپکتا ہے۔ بابا جی نے کہا ہے ناں کہ جو اللہ کی یاد میں جان دیتا ہے اس کا انجام اللہ میاں کی گود کے علاوہ اور کہیں نہیں ہوتا۔ وہ سیدھا اُدھر ہی جاتا ہے۔ **الحمد للہ** ہمارا تو یقین ہے جی۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ جو دوسروں کو سکھائے کہ پیار کرو اور پیار سے رہنا سکھائے اور خود اُس سے کوئی پیار کرے تو وہ آگے سے دھتکار دے تو یہ ہو نہیں سکتا۔ یہ ناممکن ہے۔ آپ جتنا آگے بڑھیں گے وہ آگے اتنا دے گا۔ وہ خود کہتا ہے کہ آپ ایک قدم لیں میں دس قدم لے کے آگے تمہاری طرف آؤں گا۔

فَاذْكُرُونِیْۤ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (سورۃ البقرہ ۲: آیت ۱۵۲)

یہ اللہ میاں پھر پیچھے نہیں ہٹتا۔ یہی تو باتیں ہیں ساری اللہ کی، یہی وہ سکھانا چاہتا ہے۔

☆ پوچھا گیا کہ جب کوئی وظیفہ کیا جائے تو بعض دفعہ اس کے چھوڑ دینے سے یا اس پر عمل نہ کرنے سے مشکلات یا پریشانی آتی ہیں؟ یہ ذکر کا معاملہ بھی ویسا ہی ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا:

یہ ویسا نہیں ہے، قرآن میں بھی جب اس کے متعلق بات ہوئی تو فرمایا کہ جو

میرے مخلص بندے ہیں ان پر تمہارا داؤ نہیں چلے گا۔ یہ دوٹوک الفاظ میں ہے کہ تم جو مرضی ہے کرو جو میرے مخلص بندے ہیں ان پر تمہارا زور نہیں چلے گا۔ ہم کسی اور مقصد کے لئے اللہ کا کلام استعمال کرتے ہیں، کسی استاد کا وظیفہ پڑھتے ہیں تو اس میں اچھائی اوپر نیچے کم ہو جائے تو وہ الگ بات ہے لیکن جہاں خالص ہو کے مخلص ہو کے اللہ کی یاد کرتے ہیں اس میں تعلق صرف اللہ کے ساتھ ہوتا ہے اور کسی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اللہ پھر کبھی Negative بات نہیں کرتا۔ کبھی Negative نہیں کرتا۔ جو آدمی اس کے ساتھ مخلص ہو سوال بھی پیدا نہیں ہوتا کہ اس میں کوئی اور بات بھی آ جائے۔ آپ اللہ کے ساتھ مخلص ہو جائیں تو اللہ بھی اتنا ہی مخلص ہو کے ملتا ہے پھر اس میں برائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کہاں سے آئے گی برائی؟ اللہ آدمی سے Direct ہو جاتا ہے۔

☆ ایک بھائی نے اپنے والد صاحب کی سنائی ہوئی ایک تو حیدی مرید کی کرامت سنائی تو اسے آپ نے تائید کے ساتھ واضح فرمایا:

ہمارا ایک بھائی اشرف تھا اس کا یہ سالا تھا۔ وہ لاہور میں پاکستان آکسیجن میں کام کرتا تھا۔ ماشاء اللہ اس کا پاس انفاس خوب چلتا تھا۔ وہ جس پلانٹ پر کام کرتا تھا وہاں گیارہ ہزار وولٹ کی ننگی تار کو اس نے پکڑ لیا۔ جب اس نے اسے پکڑا تو دھماکہ ہوا اور اس گرڈ کا فیوز اڑ گیا۔ اُسے اس وقت پتا چلا کہ یہ دھماکہ ہو گیا ہے اور اس کا فیوز اُڑ گیا ہے تو میرے ہاتھ کہاں تھے۔ اُس کے ہاتھ اس وقت بھی اس Dead wire پر پڑے ہوئے تھے۔

اگر آپ اللہ اللہ کریں تو یہ پاور ہے۔ اللہ ایسا تو نہیں ہے وہ خود پاور ہے۔ ساری طاقتوں کا طاقتور وہ خود ہے۔ اس کا ہاتھ لگا تو دھماکہ ہوا اور پورے ادارے کا فیوز اُڑ گیا اور وہ محفوظ رہا۔ یہ مجھے یاد ہے۔ وہ پھر بعد میں یہاں سے ڈنمارک چلا گیا تھا۔ پتا نہیں

اس کے بعد ہمارا رابطہ نہیں ہوا لیکن وہ ڈنمارک چلا گیا۔

اشرف صاحب ہمارے بہت اچھے بھائی تھے۔ ایئر فورس میں تھے۔ بہت پیارے بھائی تھے بالکل ملائی کی طرح۔ نرم و ملائم۔ یہ ان کے سالے تھے۔ انہیں پتا نہیں کہاں سے یہ قوت ملی تھی، حلقے میں اتنا ان کا وقت نہیں گزرا تھا۔ لیکن وہ اللہ اللہ کر رہا تھا تو اس نے اس کا اثر پورے حلقے والوں کو دکھا دیا کہ یہ ہے جناب۔ اللہ اللہ کرو تو انسان میں یہ طاقت آتی ہے۔ گیارہ ہزار وولٹ کا فیوز اڑ گیا اور اس کی ڈیڈ تار پر بھی ان کے ہاتھ مضبوطی سے پڑے رہے۔ یہ ہے ماں۔ وہ کیسے چھوڑے اگر کوئی اس کا ہو جائے۔ وہ نہیں چھوڑتا۔ وہ کہتا ہے کہ تمہارے زندگی موت میرے ہاتھ میں ہے۔ بجلی کی رو میں نہیں ہے۔ میں جب چاہوں گا آپ کو بلا لوں گا، اب چاہے اس سے ڈبل بجلی پکڑ لو کچھ نہیں ہوگا۔

جب آپ پاس انفاس میں غرق ہوں تو ایسے میں آپ کہیں Busiest road بھی ہو تو اسے آپ چپ کر کے کراس کر لیں گے اور آپ کو پتا بھی نہیں چلے گا۔ حالانکہ اگر آپ ہوش میں ہوں تو کبھی بھی قدم سڑک پر رکھنے کی کوشش نہیں کریں گے لیکن اگر آپ پاس انفاس میں مصروف ہیں تو آپ اسے کراس بھی کر لیں گے اور آپ کو پتا بھی نہیں چلے گا۔ آپ کو کچھ بھی نہیں ہوگا، نہ ٹریفک معطل ہو گی اور کچھ بھی نہیں ہوگا۔ یہ بڑی زبردست بات ہے۔

اپنے مرتضٰی صاحب جو تھے ان کا Accident ہوا تھا تو اس وقت ان کی ایسی ہی حالت تھی۔ وہ اللہ اللہ کر رہے تھے۔ کہتے ہیں مجھے اُس وقت پتا چلا جب میں گاڑی کی چھت سے ٹکرا کے نیچے جا کے پڑا تو اس وقت بعد میں مجھے پتا چلا کہ مجھے تو اس نے اُٹھایا، اپنی چھت پہ گرایا اور پھر نیچے آ کے گرا ہوں۔ وہ نفی کی حالت میں تھے اور سڑک کراس کر رہے تھے۔ گاڑی جو ٹکرائی وہ اتنی تیز تھی کہ اگر وہ انہیں ہوش میں ٹکراتی تو پھر پتا نہیں کہیں دور جا کے پھینکتی

وہ آگے نہیں گرے۔اچھل کے اس کی چھت پر گرے اور پھر وہاں سے نیچے گرے۔

یہ بات سیکھنے سے آتی ہے۔آپ لوگ ابھی سب سیکھ رہے ہیں۔سب سیکھیں۔ یہ بڑی اچھی چیزیں ہیں۔یہی ابتداء ہے پیار کی۔یہ جو پیار کی اور نسبت کی بات کر رہے تھے تو یہ اس کی اے، بی، سی ہے۔یہاں تک جب آپ پہنچیں گے، اتنا کہ آپ اپنی عقل کو اس کی یاد میں کھو بیٹھو۔یہ پہلا سٹیج ہے۔یہ ابتداء ہے۔یہاں تک پہنچنے کی کوشش کریں آگے پھر اللہ میاں خود بڑھائے گا۔یہاں تک پہنچنے کی آپ کوشش کریں۔

☆ ہم ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں، ایک دوسرے کی بات سنتے ہیں، ایک دوسرے سے بات کرنے کے لئے وقت نکالتے ہیں، یہ سب اللہ کے لئے ہے۔جو حقیقت ہے اس کا ادراک ہمیں ہونا چاہئے۔اس کا ادراک کہ ہم کس لئے ملتے ہیں، کس لئے بات چیت کرتے ہیں ،صرف اللہ کی رضا کے لئے، کچھ سیکھنے کے لئے، کچھ سکھانے کے لئے۔ہمارے درمیان میں ایک اللہ ہی ہماری نسبت ہے۔بس اس نسبت کو یاد رکھا کریں اور آپ اس بات پر یقین رکھیں کہ ہم صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لئے اور اللہ کی نسبت سے ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کرنے میں مصروف ہیں، بات کر رہے ہیں، کچھ سیکھ رہے ہیں، کچھ سکھا رہے ہیں۔بس اللہ کو درمیان میں قائم رکھیں۔ ان شاء اللہ یہی بات درمیان میں پختہ ہوتی چلی جائے گی اور ان شاء اللہ پختہ ہو جائے گی۔اللہ ہمیں ایک دوسرے سے محبت کی توفیق عطا فرمائے اور ہم آپس میں محض اللہ کے لئے بات کرتے رہیں اور بس یہی ہماری زندگی کا انجام ہو جائے۔اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

(آن لائن محفل مورخہ ۱۸ فروری ۲۰۲۴ء کی گفتگو سے اقتباسات)

سوشل میڈیا سے انتخاب

(اپنی ذمہ داری پر استعمال کریں)

(انتخاب: سید رحمت اللہ شاہ)

خون کی کمی دور: بند گوبھی کو بطور رسلا دیا سالن استعمال کرنے سے خون کی کمی دور ہوجاتی ہے۔

بار بار پیشاب آنے کا علاج: بار بار پیشاب آنے کی حاجت محسوس ہو رہی ہو تو چھٹانک بھنے ہوئے چنے کھا کر اوپر سے تھوڑا گڑ کھالیں۔ دس دن لگاتار کرنے سے پیشاب آنے کی تکلیف دور ہو جائے گی، بوڑھے افراد کو یہ نسخہ زیادہ دن استعمال کرنا چاہئے، نہایت مجرب اور آزمودہ ہے۔

سانس کی بیماری کے لئے: ایک چھوٹی پیاز کا رس اور ایک بڑی الائچی کو بھون کر اس کے دانے نہار منہ کھالیں، سانس کی بیماری کے لئے انتہائی مفید عمل ہے۔

بدن کی چستی: 6/6 گرام ملٹھی اور سونف ذرا کوٹ کر 370 گرام پانی میں جوش دے کر اس قہوے میں دودھ، کھانڈ یا نمک ملا کر صبح و شام پینے سے بھوک زیادہ لگتی ہے، بدن چست رہتا ہے، پیاس دور اور نزلہ زکام کا خطرہ نکل جانے کے علاوہ دماغ تروتازہ ہو جاتا ہے۔

گیس اور قبض کے لئے آسان ٹوٹکہ: اجزاء: کلونجی ایک پاؤ، لیموں کا رس سو گرام۔ طریقہ: کلونجی کو صاف کر کے اسے چاندنی میں ڈال کر دھو لیں، خشک کر کے اس کو شیشے کی بوتل

میں ڈال دیں پھر اس پر لیموں نچوڑ دیں، اس کے بعد خشک کر کے ہلکا سا گرائینڈ کر کے ہر کھانے کے بعد ایک چٹکی لے لیں۔ فائدے: ان شاءاللہ آدھ گھنٹے میں سب کچھ ہضم ہو جائے گا۔سہولت کے لئے آپ اسے اپنے بیگ میں بھی ساتھ رکھ سکتے ہیں۔

نیم سے شوگر کا علاج: شوگر کے مریض نہار منہ نیم کے چار نرم پتے کھائیں، نیم کی مسواک کا لعاب اندر لے جائیں اور مسواک بوتل میں رکھ کر اس میں سے پانی پیتے رہیں۔

شہتوت کا دانہ صحت کا خزانہ: معدے اور جگر کی گرمی کا خاتمہ، منہ کے چھالوں کا خاتمہ، دائمی قبض کا خاتمہ، سر کے درد کا خاتمہ، دماغی خشکی کا خاتمہ، پتی اور جسمانی الرجی کا خاتمہ۔

کھجور کے حیرت انگیز فائدے: مردانہ طاقت میں اضافہ، خوبصورت جلد، صحت مند دل، کینسر سے نجات، قبض سے نجات، ہڈیوں میں مضبوطی، جوڑوں کے درد سے نجات۔

پیٹ کے کیڑے مارنے کے لئے: رات کو سوتے وقت ایک سیب کھائیں مگر سیب کھانے کے بعد پانی نہ پئیں۔ سات روز تک ایسا کرنے سے پیٹ کے کیڑے ہلاک ہو جائیں گے۔

اضافی چربی کا خاتمہ: چائے انتہائی صحت بخش مشروب ہے لیکن اگر وہ سبز یا بلیک ہو تو یہ میٹابولزم کو تیز کر کے جسم سے اضافی چربی کا خاتمہ کر کے آپ کو صحت بخش توانائی فراہم کرتے ہیں۔

دوستی خالص بنانے کا نسخہ: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ دوست سے محبت کو خالص اور دیرپا بنانے کے تین طریقے ہیں: ۱) جب بھی دوست سے ملاقات ہو تو سلام میں پہل کیجئے۔ ۲) دوست کو اچھے اور عمدہ نام سے مخاطب کیجئے۔ ۳) مجلس میں اس کے احترام میں جگہ کو کشادہ کیجئے۔

ہائی بلڈ پریشر کا علاج: آدھا کپ لوکی کا رس میں تھوڑا سا پانی ملائیں۔ایک دن میں تین بار پینے سے بلڈ پریشر نارمل ہو جاتا ہے۔

امراض قلب: شہتوت امراض قلب اور جسمانی صحت کے لئے بہترین ہے۔اس میں پروٹین کی وافر مقدار پائی جاتی ہے۔

عجوہ کھجور کے فائدے: جادو سے نجات، زہر سے نجات، امراض چشم سے نجات، نفسیاتی امراض سے نجات، امراض قلب سے نجات۔

کالی کھانسی میں مفید نسخہ: زنجبیل تین ماشہ، گل دھاوا تین ماشہ، کوکنار ایک ماشہ کو پانی میں ابال کر دن میں دو مرتبہ پلائیں۔

پتے کی پتھری: پتے کی پتھری ہونے کی صورت میں گاجر اور سلاد کے پتوں کا رس 250 گرام پئیں، فائدہ ہوگا۔

گیس کی تکلیف بھول جائیں: چھوٹی الائچی، سونٹھ، کالا زیرہ، خشک پودینہ۔ یہ تمام چیزیں ہم وزن لے کر باریک پاؤڈر بنالیں۔ہر کھانے سے پہلے آدھا چمچ کھالیں۔

شوگر کا شرطیہ علاج: اجزاء: چرائتہ، شاہترہ، تخم جامن، مغز نیم، گڑمار بوٹی، افسنتین، کریلہ (جنگلی)، کرنجواں، اندر جو تلخ، گوند کیکر۔ تیار کرنے کا طریقہ: تمام ادویات ہم وزن لے کر باریک پیس لیں۔ کوار گندل (ایلو ویرہ) کے پانی اور گوند کیکر میں اچھی طرح گوندھ کر چنے کے برابر گولی بنالیں۔خوراک: ایک گولی ناشتے سے پہلے ایک گولی ناشتے کے بعد اور ایک گولی رات کھانے کے بعد۔نوٹ: کورس شروع کرنے سے پہلے شوگر ٹیسٹ ضرور کرائیں۔

محبت کا معیار کیا ہونا چاہیے؟

(شاہ اسماعیل شہیدؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: (الِ عمران ۳/۳۱)

''(اے رسول ﷺ!) آپ ان کو کہہ دیجئے کہ اگر تم کو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو (اگر تم میری پیروی کرو گے تو) اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا'' تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا کیونکہ اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔''

یعنی ہر دین و مذہب کے لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اور ہم اس کے بندے ہیں اور جو کام ہم کرتے ہیں سو اسی کی محبت سے کرتے ہیں تا کہ وہ ہم سے خوش ہو اور ہم کو چاہے پھر اگر ہم سے کچھ گناہ بھی ہو جائے تو بخش ہی دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیغمبر! تو اُن لوگوں سے کہہ دے کہ اگر تم سچے ہو اور تم کو (واقعی) اللہ سے محبت ہے تو اللہ نے مجھ کو اپنا رسول بنا کر تمہارے پاس بھیجا تا کہ تم میرے کہنے کے مطابق اس کی بندگی کرو''اس کی محبت کے جو کام میں بتلاؤں سو کرو'' سو تم میری بتائی ہوئی راہ پر چلو تا کہ معلوم ہو کہ تم کو اللہ سے سچی محبت ہے۔ وہ تمہارے گناہ بھی بخشے کہ ایسے شخصوں کے واسطے وہ بخشنے والا ہے اور مہربان ہے۔

پھر جو شخص رسول اللہ ﷺ کی راہ نہ چلے بلکہ اپنی طرف سے نئی نئی راہیں نکال لے پھر دعویٰ کرے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے سو وہ جھوٹا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے

بیزار اور پیغمبرﷺ کی طرف سے اس پر پھٹکار، اس واسطے کہ وہ شخص اگر چہ ظاہر میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر حقیقت میں گویا دعویٰ پیغمبری کا رکھتا ہے کہ اپنی ایک شرع نئی جدا ہی قائم کرتا ہے۔ وہ پیغمبرﷺ کا تابعدار کاہےکو ہے بلکہ دوسرا بھائی ہے جیسے باغی، خوشامدی، محبت یوں ہی ہوتی ہے کہ محبوب کے کہنے کے موافق عمل کیجئے نہ کہ جس طرح اپنا جی چاہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہﷺ کی سُنّت کی پیروی نہ کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ بھی کرے تو وہ جھوٹا ہے اور جو سُنّت کے موافق کام کرے اس کی محبت اللہ تعالیٰ سے سچی ہے اور وہ اللہ کا محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو چاہتا ہے۔ اس کے گناہ معاف ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس پر بخشش اور مہربانی ہوگی۔

کسوٹی اور حق کا معیار

''سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے روایت کیا: رسول کریمﷺ نے فرمایا:

میری اُمت پر ایک ایسا وقت ضرور آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل (یہودیوں) پر آیا تھا۔ جیسے ایک جوتی برابر دوسری کے (یعنی میرے اُمت کے لوگ ہر طرح سے یہودیوں کے نقش قدم پر بڑا کام کریں گے) یہاں تک کہ اگر بنی اسرائیل میں کوئی ایسا بدبخت ہوا کہ اس نے اپنی ماں سے اعلانیہ طور پر بدکاری کی تو میری اُمت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو ایسا ہی کرے گا اور بنی اسرائیل چھوٹ کر بہتر فرقے ہو گئے ...... اور ..... میری اُمت تہتر فرقے ہوگی، یہ سب کے سب دوزخی ہوں گے ماسوائے ایک گروہ کے۔'' تو صحابہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہﷺ! وہ گروہ کونسا ہے؟'' آپؐ نے فرمایا: ''وہ وہ لوگ

ہوں گے جو اس طریقہ پر عمل پیرا ہوں گے کہ جس پر (آج) میں محمد ﷺ اور میرے صحابہؓ ہیں اور میری اُمت سے ایسے لوگ نکلیں گے کہ ان میں بدتیں ایسے جاری و ساری ہوں گی کہ جیسے جاری ہوتی ہے ہڑک (زہر) کتے کے کاٹے ہوئے کو کہ نہیں باقی رہتی اس کی کوئی رگ اور نہ کوئی جوڑ مگر وہ زہر داخل ہو جاتی ہے اس میں۔(یعنی اثر کرتی ہے)''

یعنی جیسے (باؤلے) کتے کے کاٹے کی بیماری آدمی کے بالکل رگ و ریشہ میں' گوشت و پوست' جوڑ بند میں بیٹھ جاتی ہے ویسے ہی ایک زمانہ میری اُمت پر ایسا آئے گا کہ لوگوں میں بدعتیں جاری ہو جائیں گی۔عقیدے اور عبادتیں اور وظیفے اور روزے ''نماز صدقہ'' خیرات' مراقبے' نئی نئی طرح کے نکلیں گے اور مسلمانوں کے دین میں یہود اور نصاریٰ سے بھی زیادہ پھوٹ پڑے گی کہ اُن کے تو بہتر فرقے ہوئے ہوں گے' یہ تہتر فرقے ہو جائیں گے۔سو ویسا ہی ہوا۔کوئی خارجی ہوا' کوئی رافضی ہوا' کوئی جبری' کوئی قدری' کوئی معتزی' کوئی آزاد' کوئی ستر اشاہی اور کوئی سنی سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میرے اور میرے صحابہؓ کے عقیدے اور طریقے اور رسم و عادات یعنی سُنّت کے موافق عمل کرنے والا جو فرقہ ہو وہ بہشتی اور جنتی ہے اور باقی سب فرقے جو بدعت کی نئی نئی باتیں نکال کر گروہ متفرق ہو گئے وہ سب دوزخی ہوں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے اور آپؐ کے یاروں کے عقیدے اور عبادت اور عادت کے سوا اور طریقے نکالے اُن کے طریقے میں کیا نقصان پایا جو آدمی اور طریقہ نکالے؟ اور پھر مسلمانی کا دعویٰ کرے جھوٹے نام سے کام نہیں چلتا بلکہ الزام آتا ہے۔

حسد .... ایک مہلک مرض

(علامہ محمد یوسف)

"حسد" کہتے ہیں کسی کے پاس اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ اُس سے یہ نعمت چھن جائے، چاہے مجھے حاصل ہو یا نہ ہو۔ یہ ایک ایسی باطنی اور روحانی بیماری ہے جو انسان کے سینے میں کینہ، بغض اور کھوٹ کا بیج بو دیتی ہے، جس سے انسان کے تمام نیک اعمال تلف ہو جاتے ہیں، اور اُس سے اعمالِ صالحہ کی توفیق اللہ تعالیٰ چھین لیتے ہیں۔

معاشرتی زندگی کے حوالے سے مختلف مواقع پر ہادیِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو حسد، کینہ، بغض اور ان جیسی دیگر باطنی اور روحانی بیماریوں سے بچنے کی ہمیشہ تاکید فرمائی ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق واتحاد، موافقت و یگانگت اور بھائی چارگی کی تعلیم دی ہے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حسد نہ کرو، نہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بغض رکھو، اور نہ ہی آپس میں ایک دوسرے سے قطع تعلق کرو، اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔" (صحیح مسلم، ج:۴، ص:۱۹۸۳)

ایک دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"حسد سے بچو، کیوں کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔"

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ:

''حسد نیکیوں کے نور کو بجھا دیتا ہے۔''(سنن ابی داود، ج:۴،ص:۲۷۶)

ایک اور روایت میں آتا ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا،تو اتنے میں ایک انصاری آئے جن کی داڑھی سے وضو کے پانی کے قطرے گر رہے تھے،اور اُنہوں نے بائیں ہاتھ میں جوتیاں لٹکا رکھی تھیں۔اگلے دن پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی بات فرمائی،تو پھر وہی انصاری اسی طرح آئے جس طرح پہلی مرتبہ آئے تھے۔تیسرے دن پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسی ہی بات فرمائی اور وہی انصاری اسی حال میں آئے۔جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اُٹھے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما اُس انصاری کے پیچھے گئے، اور اُن سے کہا: ''میرا والد صاحب سے جھگڑا ہوگیا ہے،جس کی وجہ سے میں نے قسم کھالی ہے کہ میں تین دن تک اُن کے پاس نہیں جاوں گا۔اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ مجھے اپنے ہاں تین دن ٹھہرالیں؟۔'' اُنہوں نے کہا: ''ضرور!۔'' پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ: ''میں نے اُن کے پاس تین راتیں گزاریں،لیکن میں نے اُن کو رات میں زیادہ عبادت کرتے ہوئے نہ دیکھا،البتہ جب رات کو اُن کی آنکھ کھل جاتی تو بستر پر اپنی کروٹ بدلتے اور تھوڑا سا اللہ کا ذکر کرتے اور ''اللہ اکبر'' کہتے،اور نماز فجر کے لیے بستر سے اُٹھتے۔ہاں! جب بات کرتے تو خیر ہی کی بات کرتے۔جب تین راتیں گزر گئیں اور مجھے ان کے تمام اعمال عام معمول ہی کے نظر آئے (اور میں حیران ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بشارت تو اتنی بڑی دی،لیکن ان کا کوئی خاص عمل تو ہے نہیں) تو میں نے اُن سے کہا: ''اے اللہ کے بندے! میرا والد صاحب سے کوئی جھگڑا نہیں ہوا، نہ کوئی ناراضگی ہوئی، اور نہ میں نے اُنہیں چھوڑنے کی قسم کھائی، بلکہ قصہ یہ ہوا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے بارے میں تین مرتبہ یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: ''ابھی تمہارے پاس

ایک جنتی آدمی آنے والا ہے۔" اور تینوں مرتبہ آپ ہی آئے۔ اِس پر میں نے سوچا کہ میں آپ کے ہاں رہ کر آپ کا خاص عمل دیکھوں اور پھر اس عمل میں آپ کے نقشِ قدم پر چلوں۔ میں نے آپ کو کوئی بڑا کام کرتے ہوئے تو دیکھا نہیں، تو اب آپ بتائیں کہ آپ کا وہ کون سا خاص عمل ہے جس کی وجہ سے آپ اس درجہ کو پہنچ گئے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا؟ اُنہوں نے کہا: "میرا کوئی خاص عمل تو ہے نہیں، وہی اعمال ہیں جو تم نے دیکھے ہیں۔" میں یہ سن کر چل پڑا۔ جب میں نے پشت پھیری تو اُنہوں نے مجھے بلایا اور کہا: "میرے اعمال تو وہی ہیں جو تم نے دیکھے ہیں، البتہ یہ ایک خاص عمل ہے کہ "میرے دل میں کسی مسلمان کے بارے میں کھوٹ نہیں ہے اور کسی کو اللہ نے کوئی خاص نعمت عطا فرما رکھی ہو تو میں اس پر اُس سے "حسد" نہیں کرتا۔" میں نے کہا: "اسی چیز نے آپ کو اتنے بڑے درجے تک پہنچایا ہے۔"

(اخرجہ احمد باسناد حسن والنسائی، بحوالہ حیاۃ الصحابہؓ، ج:۲، ص:۸۵۴، ۹۵۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "دو شخصوں کے سوا کسی پر "حسد" کرنا جائز نہیں: ایک وہ شخص کہ جس کو حق تعالیٰ شانہ نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی ہو اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہو۔ اور دوسرا وہ شخص کہ جس کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے مال و دولت کی فراوانی عطا فرمائی ہو اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا ہو۔" (صحیح بخاری، ج:۹، ص:۱۵۴، جامع ترمذی، ج:۴، ص:۰۳۳)

اسمٰعیل بن اُمیہؒ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "تین چیزیں ایسی ہیں جن سے آدمی عاجز نہیں: ۱:- بدشگونی، ۲:- بدظنی، ۳:- حسد۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "بدشگونی سے تجھے نجات اس طرح مل سکتی ہے کہ تو اُس پر عمل ہی نہ کر۔ اور بدظنی سے تجھے نجات اس طرح مل سکتی ہے کہ تو اُس کے بارے میں بات ہی نہ کر۔ اور حسد سے تجھے نجات اس طرح مل سکتی ہے کہ تو اپنے مسلمان بھائی کی برائی کے پیچھے مت پڑ!۔ (جامع معمر بن راشد، ج:۱۰، ص:۴۰۳)

مضارب بن حزنؒ کہتے ہیں کہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے قتل پر کس چیز نے اُبھارا؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ: ''حسد'' نے۔'' (کتاب السنۃ، ج:۲،ص:۶۵۵)

امام ابن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ: ''حسد'' وہ پہلا گناہ ہے جو آسمان پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے کیا گیا، یعنی شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام پر حسد کیا۔ اور یہی وہ پہلا گناہ ہے جو زمین پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے کیا گیا، یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی پر حسد کیا اور اُس کو قتل کر دیا۔ (المجالسۃ و جواہر العلم، ج::۳،ص:۱۵)

امام اصمعیؒ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے بنو عذرہ نامی قبیلہ میں ایک اعرابی (بدو) کو دیکھا جس کی ایک سو بیس سال عمر تھی، میں نے اُس سے پوچھا کہ تمہاری اتنی لمبی عمر کا راز کیا ہے؟ تو اُس نے بتایا کہ: ''میں نے حسد کرنا چھوڑ دیا ہے، اس لیے ابھی تک باقی (زندہ) ہوں۔'' (المجالسۃ و جواہر العلم، ج:۳،ص:۲۵)

رجاء بن حیوۃؒ کہتے ہیں کہ: ''جو کوئی موت کو اکثر یاد کرتا ہو وہ ''حسد'' اور ''خوشی'' کو ترک کر دیتا ہے۔'' (حلیۃ الاولیاء، ج:۵،ص:۱۷۴)

سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں کہ: ''کینہ حسد ہی کو کہتے ہیں، جو اس سے نکلے وہ ''شر'' ہے اور جو اس میں باقی رہے وہ ''کینہ'' ہے، اور جس شخص میں حسد نام کی ذرہ سی بھی کوئی چیز ہوتی ہے، وہ صحیح سلامت نہیں رہتا۔'' (حلیۃ الاولیاء، ج:۷،ص:۲۸۲)

الغرض حسد، کینہ، بغض اور کھوٹ یہ ایسی باطنی اور روحانی بیماریاں ہیں جو اوّل تو انسان کو نیک اعمال کی طرف راغب ہی نہیں ہونے دیتیں، بلکہ اُلٹا پہلے سے جو نیک اعمال اُس نے کیے ہوتے ہیں، اُن کو بھی ضائع کر دیتی ہیں اور اس طرح رفتہ رفتہ انسان اعمالِ صالحہ سے دور ہوتے ہوتے معاصی اور گناہوں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اُس سے اعمالِ صالحہ کی توفیق چھین لیتے ہیں، اور وہ کوئی نیک عمل نہیں کر سکتا۔

توبہ

(علامہ عبدالکریم ہوازن قشیری)

آیت کریمہ: ارشاد ربانی ہے: (سورۃ النور، آیت نمبر: ۳۱)

(وتوبوا الی اللہ جمیعاً أیہ المؤمنون لعلکم تفلحون)

اے ایمان والو تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرو، تا کہ تم فلاح پاؤ۔

حدیث مبارک: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (التائب من الذنب کمن لا ذنب له، واذا حب الله عبدا لم یضره ذنب) (سنن ابن ماجہ فی الزھد)

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے کوئی گناہ ضرر نہیں پہنچاتا۔

محبت الٰہی: ارشاد ربانی ہے: ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین

بیشک اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے توبہ کرنے والوں سے اور پاک رہنے والوں سے۔"

توبہ کی نشانی: رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا: "یا رسول اللہ ﷺ توبہ کی نشانی کیا ہے؟" فرمایا: "ندامت"۔

توبہ کرنے والا نوجوان: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ما من شیء احب الی اللہ من شاب تائب) اللہ تعالیٰ کو توبہ کرنے والے نوجوان سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں۔ (دیلمی فی المسند: ۳۰۱۶)

سالکین اور طالبین کا پہلا مقام و منزل: توبہ سالکین کی منازل میں سے پہلی منزل ہے

اور طالبین کے مقاموں میں سے پہلا مقام ہے۔

توبہ کا معنی: عربی زبان میں لفظ توبہ کے معنی رجوع کرنے کے ہیں۔ چنانچہ جب کوئی آدمی کسی بات کی طرف رجوع کرتا ہے، تو کہتے ہیں "تاب" (اس نے رجوع کیا) بلاشبہ لفظ توبہ کے اصطلاحی معنی ہوئے: شریعت میں جس چیز کو ناپسندیدہ اور ناجائز قرار دیا گیا ہے اس سے لوٹ کر قابل تعریف چیز کی جانب آجانا۔''

توبہ دراصل ندامت ہے: ارشاد نبوی ہے: (**الندم توبة**)

توبہ دراصل ندامت کا نام ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

شرائط توبہ: محققین اہل سنت کہتے ہیں: توبہ کے صحیح ہونے کی تین شرائط ہیں۔ پہلی: شریعت کے مخالف امور پر ندامت کا اظہار کرنا۔ دوسری: اپنی لغزش و غلطی کو فوراً چھوڑ دینا۔ تیسری پکا ارادہ کرنا کہ جو گناہ صادر ہو چکے ہیں انہیں دوبارہ نہیں کروں گا۔ پس توبہ کے صحیح ہونے کے لیے ان امور کا ہونا ضروری ہے۔ بڑے رکن کی طرف اشارہ: صاحبان اصول کا ارشاد ہے:

حدیث مبارکہ میں ہے کہ **الندم توبه** توبہ حقیقت میں ندامت کا نام ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مبارکہ میں توبہ کے سب سے اہم جزو کی طرف اشارہ کیا۔ بعینہ اس طرح، فرمایا: **الحج عرفة** عرفہ میں قیام ہی حج ہے۔ (ترمذی: ۹۸۸، ابن ماجہ: ۳۰۱۰) اس حدیث سے مراد ہے کہ عرفہ میں قیام کرنا حج کا سب سے بڑا رکن ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ عرفہ میں ٹھہرنا ہی حج ہے۔ ہو بہو اسی طرح فرمایا: ندامت ہی توبہ ہے، تو اس سے مراد یہ ہے کہ ندامت توبہ کا سب سے بڑا رکن ہے۔ اثبات توبہ کے لیے ندامت کافی ہے۔ اہل تحقیق کا کہنا ہے:

اثبات توبہ کے لئے ندامت کفایت کرتی ہے، کیونکہ توبہ کے دوسرے دو رکن

ندامت کے تابع ہیں۔اس لئے یہ بات ناممکن ہے " کہ کسی کو ایسی بات سے نادم فرض کرلیں ،جس پروہ ہے،یا جس کے کرنے کا وہ عزم کر چکا ہے۔"

اسباب،ترتیب اور اقسام: مندرجہ بالا میں توبہ کی اجمالی تعریف بیان کی گئی ہے، وضاحت اور تشریح کے اعتبار سے توبہ کے خاص اسباب خاص ترتیب اور کئی اقسام ہیں۔

خوابِ غفلت سے بیداری اور دل کا ارادہ توبہ: توبہ کا درجہ اول یہ ہے کہ آدمی خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائے اور اخلاق رزیلہ اور گناہوں کو محسوس کرے۔اس مقام تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ قلبِ عبد کو زجر و توبیخ سننے کی توفیق دے اور بندے کے دل میں جو کچھ کھٹکتا ہو بندہ اسے محسوس بھی کرے۔چنانچہ حدیث مبارک میں ہے:(واعظ اللہ فی قلب کل امری مسلم)اللہ کا واعظ ہر مسلمان بندے کے قلب میں ہوتا ہے۔"(ترمذی:۹۰۸۲)

ایک اور حدیث مبارک میں ہے: (ان فی البدن لمضغة، اذا صلحت صلح جمیع الجسد، واذا فسدت فسد جمیع البدن، الا وھی القلب)(صحیح بخاری(۵۲)(صحیح مسلم ۱۵۹۹)

بیشک جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔جب وہ درست ہو جائے تو سارے کا سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ فاسد ہو جائے تو سارے کا سارا جسم فاسد ہو جاتا ہے۔ خبردار!وہ دل ہے۔"

عمل توبہ میں قلب کی اہمیت:جب آدمی اپنے قلب کی مدد سے اپنے گناہوں پر غور کرتا ہے تو اس کے قلب میں توبہ کا ارادہ پیدا ہوتا ہے اور اس کو اپنے برے اعمال سے باز آنے کا خیال آتا ہے۔اس ارادہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کی مدد فرماتا ہے۔بندہ گناہوں کو ترک کرنے کی ابتداء کرتا ہے تو یہی توبہ کے اسباب کی تیاری ہے۔

برے دوستوں کی مجلس کو ترک کرنا اور مشاہدہ: اسباب توبہ میں سے پہلا سبب برے

دوستوں کی مجلس کو ترک کرنا ہے، کیونکہ برے دوست ہی آدمی کو توبہ کا ارادہ ترک کرنے پر اکساتے ہیں اور اس ارادہ کے صحیح ہونے میں شکوک پیدا کرتے ہیں۔توبہ کی تکمیل اسی وقت ہوسکتی ہے جب آدمی برے دوستوں کی مجالس کو ترک کر کے مشاہدہ پر مداومت کرے جو توبہ کرنے کی رغبت میں اضافہ کرتا ہے۔مشاہدہ سے آدمی کو خوف ورجاء کی قوت میسر آتی ہے اور جو توبہ کا اس نے عزم کیا ہوتا ہے اس کے پورا کرنے کے لئے یہ معاون ثابت ہوتا ہے۔ حصول مشاہدہ کے بعد کہیں آدمی کے قلب سے برے اعمال پر اصرار کرنے کی گرہ کھلتی ہے اور وہ ممنوع امور کو ترک کر دیتا ہے اور شہوات کی تابعداری کرنے سے اپنے نفس کی لگام کو کھینچ لیتا ہے۔اس کیفیت میں آدمی فوراً اپنی غلطی کو ترک کر دیتا ہے۔اگر بندہ اپنے ارادہ کے مطابق چلے اور اپنے عزم کے مطابق کام کرے تو وہ صحیح معنوں میں اللہ کی توفیق کے قابل ہوا۔بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بندہ کئی مرتبہ توبہ توڑتا ہے اور اپنے ارادہ کو از سر نو توبہ کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ہمیں اس قسم کے لوگوں کی توبہ سے مایوس نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔

شیخ ابوسلیمان دارانی کا واقعہ توبہ: شیخ ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مجلس میں جایا کرتا تھا، جس میں ایک آدمی مختلف قصص سنایا کرتا تھا۔اس کے کلام کا میرے قلب پر بہت اثر ہوتا تھا، مگر جب میں مجلس سے اٹھ کھڑا ہوتا تو میرے قلب پر کوئی اثر نہ رہتا۔ میں دوبارہ مجلس میں جاتا اور کلام سنتا تو میرے قلب پر بہت اثر ہوتا، مگر پھر زائل ہو جاتا۔ دوبار میرے ساتھ یوں ہی ہوا۔میں جب تیسری مرتبہ اس مجلس میں گیا تو اس کلام کا اثر میرے قلب پر گھر پہنچنے تک رہا۔چنانچہ میں نے مخالفت الٰہی کو ترک کر دیا اور راہ طریقت کو اختیار کر لیا۔شیخ ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمہ نے شیخ یحیٰی بن معاذ علیہ الرحمہ کو یہ واقعہ سنایا تو

انہوں نے فرمایا: تو گویا ایک چڑیا نے کرکی (کونج) کا شکار کرلیا۔"

شیخ یحییٰ بن معاذ علیہ الرحمہ کے اس قول میں چڑیا سے مراد قصہ خواں تھا اور کرکی سے شیخ ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمہ۔ شیخ ابوحفص حداد کا راہ طریقت اختیار کرنا: شیخ ابوحفص حداد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے کئی بار اپنا پیشہ چھوڑا مگر پھر وہی پیشہ اپنا لیتا۔ آخر اس پیشہ نے مجھے چھوڑ دیا جس کے بعد میں نے پھر وہ کام نہیں کیا۔

شیخ ابوعمرو بن نجید کی توبہ: منقول ہے کہ شیخ ابوعمرو بن نجید علیہ الرحمۃ شروع شروع میں شیخ ابوعثمان علیہ الرحمہ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ شیخ ابوعثمان علیہ الرحمہ کا کلام شیخ ابوعمرو علیہ الرحمہ کے قلب پر اثر انداز ہوتا۔ بالآخر شیخ ابوعمرو علیہ الرحمہ نے توبہ کرلی۔ کچھ دنوں بعد شیخ ابو عمرو علیہ الرحمہ سے توبہ ٹوٹ گئی۔ اس کے بعد جب بھی شیخ ابوعمرو شیخ ابوعثمان رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھتے تو دور بھاگتے اور ان کی مجلس میں بھی نہ جاتے۔ ایک مرتبہ شیخ ابوعثمان علیہ الرحمہ سے آمنا سامنا ہوگیا تو شیخ ابوعمرو راستہ سے ہٹ گئے اور بھاگنا شروع کر دیا۔ شیخ ابوعثمان رحمتہ اللہ علیہ نے انکا پیچھا کیا، یہاں تک کہ وہ ان سے جا ملے۔ شیخ ابوعثمان علیہ الرحمہ نے فرمایا: ابوعمر بیٹا جو آدمی تجھ سے صرف اس صورت میں محبت کرتا ہے کہ جب تو معصوم ہو تو اس کی صحبت میں نہ رہو وہ ابوعثمان ہے۔ آ جا ابوعثمان تجھے اس (گناہ کی) حالت میں (توبہ کی طرف مائل کرکے) نفع پہنچا سکتا ہے۔"

منقول ہے کہ شیخ ابوعمرو بن نجید علیہ الرحمہ نے یہ سن کر کامل توبہ کی، شیخ ابوعثمان علیہ الرحمہ کے ارادت مندوں میں شامل ہوگئے اور تا حیات توبہ پر قائم رہے۔

ایک ارادت مند کا واقعہ: شیخ ابوعلی وقاق علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ نیک ارادت مند تائب ہوا، مگر اس نے پھر سستی کی اور توبہ کو قائم نہ رکھ سکا۔ ایک دن وہ اسی خیال میں تھا کہ اگر میں

دوبارہ توبہ کرتا ہوں تو میری توبہ کا کیا حکم ہے؟ اس پر ہاتف غیبی نے پکارا:

تم نے ہماری اطاعت کی، تو ہم نے شکریہ ادا کیا۔ تو نے ہمیں چھوڑ دیا تو ہم نے تمہیں مہلت دی، پھر رجوع کرو گے تو ہم ضرور قبول کرلیں گے۔"

ارادت مند نے پھر کامل توبہ کی اور پھر اس پر ثابت قدم رہا۔

ندامت کب میسر آتی ہے: یقیناً جب انسان گناہوں کو چھوڑ کر اپنے قلب سے اصرار کی گرہ کو کھول دیتا ہے اور پھر یہ ارادہ کر لیتا ہے کہ وہ پھر ایسا کام نہیں کرے گا۔ تب کہیں اس کے قلب پر خالص ندامت وارد ہوتی ہے اور وہ اپنے کیئے پر افسوس کرتا ہے اور اپنے اعمال اور برے افعال کے مرتکب ہونے پر نادم ہوتا ہے۔ اس طرح اس کی توبہ مکمل ہوتی ہے اور اس کا مجاہدہ درست۔ ایسی صفات کا حامل آدمی لوگوں سے میل جول رکھنے کے بجائے ان سے علیحدگی اختیار کر لیتا ہے اور اصحاب بد کی محافل میں بجائے ان سے متنفر ہو کر خلوت پسند ہو جاتا ہے۔ وہ دن رات اپنے گناہوں پر افسوس کرتا رہتا ہے اور اکثر اوقات صدق طلب سے نادم و شرمسار ہوتا ہے۔ وہ اپنے آنسوؤں سے نشان معصیت مٹاتا ہے اور کامل توبہ کے ذریعے گناہوں کا معالجہ کرتا ہے۔ ایسا آدمی اپنے ہم جنسوں کے درمیان اپنے گناہوں کی وجہ سے مشہور ہوتا ہے اور اس کی لاغری کے ذریعہ اس کی حالت کی درستی کا پتہ چلتا ہے۔

حقوق کی ادیگی کے بغیر توبہ مقبول نہیں کسی بھی آدمی کی توبہ کامل توبہ اس وقت تک نہیں بنتی جب تک وہ اپنے مخالفوں کو راضی نہیں کرتا، کیونکہ توبہ کی پہلی منزل یہی ہے کہ مظلوموں کو جس طرح بھی ہو سکے راضی کیا جائے۔ اگر اس کے پاس اس قدر دولت ہو کہ وہ اپنے ضائع شدہ حقوق ادا کر سکے تو بہتر ہے کہ ان کی ادائیگی کرے یا وہ لوگ اپنی خوشی سے معاف یا بری کردیں، تو خوب ہے۔ ورنہ اسے چاہئے کہ وہ عزیمت قلب سے فیصلہ کرے کہ

جب بھی ممکن ہو سکے گا وہ ان کے حقوق ادا کر دے گا اور صدق قلب سے عجز و انکساری کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرے اور ان کے لئے اور اپنے لیے دعا کرتا رہے۔

صفات و خصائل تائبین: تائبین کی کچھ صفات اور حالات ہیں جو ان کے خصائل ہیں۔ توبہ میں ان خصائل کا شمار اس لئے کیا جاتا ہے کہ یہ ان کی صفات میں سے ہیں، اس لئے نہیں کہ یہ امور کے بچے ہونے کے لئے شرائط ہیں۔ توبہ کے اسی مفہوم کو اہل تصوف کے شیوخ کے درج ذیل اقوال بیان کرتے ہیں۔

تین اقسام: شیخ استاذ ابوعلی دقاق علیہ الرحمہ کا فرمان ہے: توبہ کی تین اقسام ہیں۔ پہلی: توبہ۔ دوسری: انابہ تیسری اوبہ " شیخ استاذ ابوعلی دقاق علیہ الرحمہ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اقسام توبہ میں ابتدائی مقام توبہ کو حاصل ہے، انتہائی مقام اوبہ کو اور درمیانی مقام انابہ کو۔

توبہ، انابہ اور اوبہ کی تشریح: جو آدمی سزا کے خوف سے رجوع کرے تو اس کے رجوع کو توبہ " کہا جاتا ہے۔ جو آدمی ثواب کی لالچ میں رجوع کرے تو اس کی توبہ کو انابہ " کہا جاتا ہے۔ جو آدمی امر کی اطاعت کی وجہ سے توبہ کرے (کہ قرآن مجید میں توبہ کرنے کا حکم آیا ہے، نہ اسے ثواب کی خواہش ہو اور نہ ہی سزا کا خوف تو ایسے آدمی کی توبہ کو اوبہ " کہا جاتا ہے۔

صاحبِ توبہ: توبہ مومنین کی صفات میں سے ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

(توبو الی اللہ جمیعاً اٰیۃ المؤمنون)

تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو! اے مومنو!" (سورۃ النور، آیت نمبر: ۱۳) صاحب انابہ: انابت اولیاء اللہ اور مقربین الٰہی کی صفات میں سے ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: (وجاء بقلب منیب)اور وہ آیا انابت قلب لے کر۔ (سورۃ ق، آیت نمبر: ۳۳)

صفت اوبہ: صفت اوبہ انبیاء و مرسلین کی صفات میں سے ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

(نعم العبد انہ اواب)۔کتنا بہترین بندہ ہے(حضرت ایوب)۔بیشک وہ اواب ہے۔
(سورۃ ص،آیت نمبر:۳۰)

توبہ کے تین معانی: شیخ جعفر بن نصیر فرماتے ہیں کہ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمہ نے فرمایا:توبہ کے تین معنی ہیں۔ پہلا: ندامت۔دوسرا: پکاارادہ کہ وہ دوبارہ ان باتوں کی طرف نہ لوٹے گا جن سے اللہ تعالی نے منع فرمایا ہے۔تیسرا: لوگوں سے زبردستی لی ہوئی چیزوں کو واپس کرنا۔"

لیت ولعل کو چھوڑنا: شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:توبہ لیت ولعل کو چھوڑ دینے کا نام ہے۔"توبہ اور طلب توبہ شیخ حارث علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی اس طرح دعا نہیں مانگی:(اللھم انی اسئلک التوبۃ)اے اللہ میں تجھ سے توبہ کا سوال کرتا ہوں۔" لیکن میں اس طرح دعا مانگتا ہوں:(اللھم انی اسئلک شھوۃ التوبۃ))"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں توبہ کی چاہت کا مجھے طلب توبہ کی توفیق مرحمت فرما)حالت وفا میں حالت جفا کی بات کرنا جفا ہے۔شیخ ابو عبداللہ شیرازی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن میں شیخ سری سقطی علیہ الرحمہ کے پاس حاضر ہوا تو دیکھا کہ ان کی کیفیت تبدیل تھی۔میں نے عرض کیا:" کیا بات ہے؟"

شیخ سری سقطی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ایک نوجوان نے آکر مجھ سے توبہ کے متعلق سوال کیا تو میں نے اسے کہا:توبہ یہ ہے کہ تو اپنے گناہ کو نہ بھولے۔اس نے میری بات کاٹ کر کہا:توبہ تو یہ ہے کہ تو گناہ کو بھول جائے۔"سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:شیخ میرے ہاں حقیقت وہی بات ہے جو اس نوجوان نے کہی ہے۔"

شیخ سری سقطی علیہ الرحمہ نے فرمایا:" کیوں؟"میں نے عرض کیا:اس سبب سے کہ

جب میں جفا کی حالت میں ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے وفا کی حال میں منتقل فرما دیتا ہے تو حالت وفا میں جفا کا ذکر کرنا جفا ہوگی ۔"

شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میری اس بات پر شیخ سری سقطی علیہ الرحمہ خاموش ہو گئے ۔ گناہ کو بھول جانا توبہ ہے: شیخ ابونصر سراج علیہ الرحمہ نے شیخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمہ سے توبہ کے بارے میں سوال کیا تو شیخ سہل نے فرمایا: "اپنے گناہ کو بھلا دینا توبہ ہے" ۔ شیخ سہل اور سید الطائفہ کے اقوال کی صحیح توضیح: شیخ ابونصر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: شیخ سہیل علیہ الرحمہ نے جو فرمایا کہ گناہ کو بھول جانا توبہ ہے تو ان کا اشارہ ارادت مندوں اور معترفین کے احوال کی جانب ہے، کیونکہ کبھی حالات ان کے حق میں ہوتے ہیں اور کبھی ان کے خلاف ۔ البتہ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمہ نے جو فرمایا ہے کہ حالت وفا میں گناہ کو یاد کرنا بھی گناہ ہے تو اس میں آپ نے محققین کی توبہ کی جانب اشارہ فرمایا ہے، کیونکہ وہ اپنے قلوب پر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور دائمی ذکر کے غلبہ کی وجہ سے اپنے گناہوں کو یاد نہیں کرتے ۔" فرمایا: توبہ سے تائب ہونا: شیخ ابونصر علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں: یہ جواب اسی قسم کا ہے، اس قسم کا جواب شیخ رویم علیہ الرحمہ نے دیا تھا، جب ان سے توبہ کی نسبت پوچھا گیا تو انہوں نے توبہ سے تائب ہونے کا نام توبہ ہے ۔" عوام اور خواص کی توبہ: شیخ ابونصر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمہ سے توبہ کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا: "عوام گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور خواص غفلت سے" ۔ اللہ کے ماسوا: شیخ ابونصر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شیخ نوری علیہ الرحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: توبہ یہ ہے کہ تو اللہ کے سوا ہر چیز سے توبہ کرلے ۔" لغزشوں غفلتوں اور نیکیوں کو دیکھنے سے توبہ: شیخ محمد بن احمد بن محمد صوفی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ شیخ عبداللہ بن علی تمیمی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

توبہ تین قسم کی ہوتی ہے اوران میں سے ہر قسم میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔پہلی لغزشوں سے توبہ۔دوسری غفلتوں سے توبہ۔تیسری: نیکیوں کو دیکھنے سے توبہ "پُرخلوص اور کامل توبہ: شیخ واسطی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے: پرخلوص توبہ تائب کے ذمہ گناہ کا کوئی نشان باقی نہیں چھوڑتی نہ باطن میں نہ ظاہر میں۔خالص اور کامل توبہ والے کواس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ صبح کیسے گزاری اور شام کیسے؟"توبہ کا ایک طریقہ: شیخ محمد بن رومی سے منقول ہے کہ شیخ یحیی بن معاذ علیہ الرحمہ کہا کرتے تھے: اے اللہ میں ہرگز ایسا نہیں کہتا کہ میں توبہ کرتا ہوں اور آئندہ ایسا نہیں کروں گا، کیونکہ میں اپنے اخلاق کو جانتا ہوں، میں اپنے بارے میں ترک معصیت کی ضمانت نہیں دیتا، اس لئے کہ مجھے اپنی کمزوری معلوم ہے۔میں پھر بھی یہ کہتا ہوں کہ آئندہ ایسا گناہ نہ کروں گا ہوسکتا ہے کہ میں دوبارہ ایسے گناہ سے پہلے مر جاؤں۔توبہ کے بارے میں شیخ ابن بزدانیار کے اقوال: شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ شیخ نصرآبادی علیہ الرحمہ نے کہا کہ شیخ ابن یزدانیار علیہ الرحمہ سے ایک آدمی نے پوچھا:

جوکوئی اللہ کی طرف نکل آئے تو اسے کن اصولوں پر کاربند ہونا چاہیے۔؟" شیخ ابن یزدانیار علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس کو چاہیے کہ اس اصول کو اپنائے کہ جس معصیت سے وہ ایک بار نکل گیا ہے دوبارہ اس کی جانب نہیں لوٹے گا اور اللہ کے سوا کسی اور کی پرواہ نہیں کرے گا اور جس چیز سے وہ بیزار رہا اس کی طرف اشارہ کرنے سے اپنے باطن کو محفوظ رکھے گا۔کسی نے پوچھا: یہ تو اس آدمی کے لیے حکم ہے جو کسی وجودی چیز سے نکل کر جائے لیکن اگر عدم سے نکل کر آئے تو اس کو کیا کرنا چاہیے؟

شیخ نے فرمایا: عدم سے نکل کر آنے والے کو چاہیے کہ وہ ماضی میں گناہ کی کڑواہٹ پانے کے بدلے نئی چیز اپنائے یعنی توبہ کی حلاوت۔'' گناہ کی کڑواہٹ۔شیخ سے توبہ کے

بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: گناہ کا ذکر کرنے سے جب تجھے مٹھاس محسوس نہ ہوتو یہی تمہاری توبہ ہے۔شیخ ذوالنون مصری کے نزدیک حقیقت توبہ: شیخ ذوالنون مصری علیہ الرحمہ کا فرمان ہے: حقیقت توبہ یہ ہے کہ دنیا باوجود اپنی فراخی کے تمھیں اپنے لیے اس قدر تنگ معلوم ہو کہ تمہیں قرار حاصل نہ ہو، بلکہ تمہارا نفس بھی تمہارے لئے تنگ ہو جائے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے: (**وضاقت علیهم انفسهم وظنوا ان لا ملجأ من الله الا الیه ثم تاب علیهم لیتوبوا**)(سورۃالتوبہ،آیت نمبر:۱۱۸)

اور تنگ ہو گئیں ان پر ان کی جانیں انہیں یقین ہو گیا کہ نہیں ہے ٹھکانہ مگر اللہ کی طرف پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کرلی، تا کہ وہ لوٹ آئیں۔"توبہ کی دو اقسام: شیخ ابن عطاء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں توبہ کی دو اقسام ہیں۔پہلی: الانابہ دوسری: الاستجابہ۔توبہ الانابہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالی کی سزا کے خوف سے توبہ کرے اور توبہ الاستجابہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی بخشش سے حیاء کے مارے توبہ کرے۔"

توبہ کرنے والے اور بغض دنیا شیخ ابوحفص علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا: توبہ کرنے والے دنیا سے بغض کیوں رکھتے ہیں؟" آپ نے جواباً فرمایا: کیونکہ دنیا ہی وہی جگہ ہے جہاں انہوں نے گناہ کئے تھے۔" سوال کیا گیا:

دنیا ہی تو وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالٰی نے توبہ کرنے والوں کو توبہ کی توفیق دی۔" آپ نے فرمایا: حضرت داؤد: شیخ واسطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت داؤد علیہ السلام پر ان کے حلاوت وطرب وسرور کی وجہ سے یہ کیفیت طاری ہو جاتی کہ لمبے لمبے سانس بھرتے اور وہ حالت غم کو چھپانے میں کامل تھے۔

کذابین کی توبہ: ایک اہل تصوف کا فرمان ہے: کذابین فقط زبان سے توبہ کرتے ہیں

(اس کے مطابق ان کا عمل نہیں ہوتا) ۔توبہ اور بندے کا عمل دخل: شیخ ابو حفص علیہ الرحمہ سے توبہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: توبہ میں بندہ کا کچھ عمل دخل نہیں ہوتا، کیونکہ توبہ رجوع الی اللہ کا نام ہے نہ کہ بندہ کی طرف رجوع کا۔ اے آدم! جب میں تائبین کا حشر کروں گا تو وہ مجھ سے خوش ہوں گے اور مسکرا رہے ہوں گے کہ ان کی دعا قبول کی گئی ہے۔'' بہت گنہگار کی توبہ: حضرت رابعہ بصری علیہم الرحمۃ سے ایک شخص نے عرض کیا: میں بہت گناہگار ہوں، کیا میں تائب ہو جاؤں گا تو اللہ تعالی میری توبہ قبول فرما لے گا؟ حضرت رابعہ بصری علیہ الرحمۃ نے فرمایا: (**ان اللـه يحب التوابين ويحب المتطهرين**) بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ (سورۃ البقرۃ:۲۲۲)

شرط توبہ: جس کسی سے بھی کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے اسے اپنے گناہ کا یقین ہوتا ہے اور جب توبہ کرتا ہے تو توبہ کی مقبولیت کا شک رہتا ہے۔ بالخصوص اس وقت کہ جب توبہ کے مقبول ہونے کی شرط اور حق یہ ہے کہ توبہ کرنے والا قرب الٰہی کو حاصل کر لے اور یہ مقام بہت ہی کوشش سے حاصل ہوتا ہے۔ گنہگار کی توبہ کی نشانی یہ ہے کہ وہ ایسی علامات پائے جن سے معلوم ہو کہ اللہ تعالی اس سے محبت کرتا ہے، لہذا جب بندہ کسی ایسی بات کا مرتکب ہوتا ہے جس سے توبہ کرنا ضروری ہے تو اس کے لئے یہی صورت ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کے سامنے انکساری کرے اور اپنے گناہ سے بیزاری کا اظہار اور استغفار کرتا رہے۔ وفات تک خوف: اہل تصوف کے شیوخ کا فرمان ہے: (**استشعار الوجل الى الاجل**) توبہ کے قبول نہ ہونے کا) خوف وفات تک رہنا چاہئے۔'' اطاعت رسول: فرمان الٰہی ہے: (**قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونی يحببكم الله**) (سورۃ آل عمران آیت نمبر (31) اے نبی! فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

رسول اللہ کا مبارک طریقہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک طریقہ یہ تھا کہ آپ ہمیشہ استغفار کرتے رہے تھے۔ چنانچہ آپ کا فرمان ہے: (انہ لیغان علی قلبی فاستغفر اللہ فی الیوم سبعین مرۃ) بیشک میرے قلب پر پردہ چھا جاتا ہے تو میں دن میں ستر بار استغفار کرتا ہوں۔" توبہ کے بعد کی لغزش: شیخ عبداللہ بن سہل علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ حضرت یحییٰ بن معاذ علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے: توبہ (نہ کرنے یا توبہ کرنے کے بعد) کی لغزش توبہ سے پہلے کی ستر لغزشوں سے بدتر ہے۔

آیت کی تفسیر: شیخ ابوعثمان علیہ الرحمہ آیت کریمہ: (ان الینا ایابھم) پھر انکو ہماری طرف ہی پلٹنا ہے۔'' (سورۃ الغاشیہ، آیت نمبر: ۲۵) کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے: چاہے لوگ اللہ کی مخالفت میں کسی قدر دور کیوں نہ چلے جائیں، انہیں بالآخر اللہ ہی کی جانب پلٹنا ہے۔" شیخ عیسیٰ وزیر کی توبہ: شیخ ابوبکر الرازی شیخ ابوعمر الانماطی سے نقل کرتے ہیں کہ ایک بار شیخ علی بن عیسیٰ وزیر علیہ الرحمتہ کی سواری بڑی دھوم دھام سے نکلی۔ غیر ملکی لوگ پوچھنے لگے: یہ کون ہے؟" راستہ میں ایک خاتون کھڑی تھی، اس نے کہا: تم کب سے پوچھنے لگے کہ یہ کون ہے؟ یہ کون ہے؟ یہ ایک ایسا بندہ ہے جو اللہ کی نگاہ میں گر چکا ہے۔ اسی لئے تو اللہ نے اسے اس معصیت میں گرفتار کر رکھا ہے، جسے تم دیکھ رہے ہو۔" یہ سن کر شیخ علی بن عیسیٰ علیہ الرحمۃ گھر لوٹے، وزارت سے استعفاء دے دیا اور مکہ مکرمہ چلے گئے اور وہیں رہنے لگے۔

اضافہ از مترجم: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (یایھا الناس توبوا الی ربکم فانی اتوب الیہ فی الیوم مائۃ مرۃ) 'اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو۔ بیشک میں بھی اس کے سامنے روزانہ (گناہوں اور خطاؤں سے معصوم ہونے کے باوجود) سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔" حضرت شداد

بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کلمات سیدالاستغفار ہیں:اللهم انت ربي لا اله الا انت خلقتني وانا عبدک وان علي عهدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شرما صنعت، ابو لک بنعمتک علي و ابوء لک بذنبي فاغفر لي فانه لا يغفر الذنوب الا انت)

اے اللہ تو میرا پروردگار ہے۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔تو نے ہی مجھے پیدا فرمایا، میں تیرا ہی بندہ ہوں، تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، جتنی مجھ میں ہمت ہے۔میں نے جو کیا ہے اس کے شر سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔تیری جو مجھ پر نعمتیں ہیں میں ان کا اقرار کرتا ہوں اور تیرے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار بھی کرتا ہوں۔تو مجھے بخش دے، کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں ہے۔‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جو شخص ان کلمات کو صبح ہونے کے بعد ایمان ویقین کے ساتھ پڑھے گا اور اس دن میں فوت ہوگا تو وہ جنتیوں میں سے ہوگا اور جو شخص ان کو شام ہونے کے بعد ایمان ویقین کے ساتھ پڑھے گا اور اس رات میں اس کا انتقال ہوگا تو بھی وہ جنتیوں میں سے ہوگا۔‘‘حضرت عمرو بن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:(ان ابليس قال لربه عز وجل بعزتک وجلالک لا ابرح اغوي بني آدم مادامت الارواح فيهم، فقال له ربه عز وجل فبعزتي و جلالي لا ابرح اغفر لهم ما استغفروني)

"بے شک شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ مجھے تیرے غلبہ اور جلال کی قسم میں انسانوں کو اس وقت تک گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کی روحیں ان کے اجسام میں موجود رہیں گی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے بھی اپنے غلبہ اور جلال کی قسم! میں بھی ان کی بخشش کرتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے۔"

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انسانوں کے اعمال آسمانوں پر اٹھا لئے جاتے ہیں۔ جب ایسا کوئی اعمالنامہ اٹھایا جاتا ہے جس میں استغفار بھی شامل ہو تو وہ سفید شکل میں اٹھتا ہے اور جب وہ اعمالنامہ اٹھایا جاتا ہے جس میں استغفار موجود نہ ہو تو وہ سیاہ شکل میں اٹھتا ہے۔" حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "گناہ پر رونا گناہوں کو اس طرح سے جھاڑ دیتا ہے جیسے ہوا خشک پتوں کو (درختوں سے) جھاڑ دیتی ہے"۔ حضرت رقاشی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص اپنے گناہوں پر روتا ہے تو اس کے پاس رہنے والے، اس کی حفاظت کرنے والے اور اس کے اعمال لکھنے والے فرشتے اس کے گناہ کو بھول جاتے ہیں۔" حضرت معتمر بن جریر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں حضرت ابوالحجاج جرجانی کے ہاں ایک دن حاضر ہوا اور ان سے بات کرنا چاہی مگر انہوں نے مجھ سے بات نہ کی۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کو کیا حرج ہوگا اگر آپ کے پاس کوئی علم کی بات ہو اور مجھے بتا دیں؟ تو انہوں نے مجھے فرمایا: تم نے بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے۔؟" میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے فرمایا: اس کو تیرے اعمالنامہ میں لکھ کر اللہ جل شانہ کے حضور پیش کیا گیا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔" انہوں نے فرمایا: کیا تمہیں علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کر دیا۔؟"

میں نے عرض کیا: "مجھے علم نہیں ہے۔" تو انہوں نے فرمایا: پھر یہاں کیوں آرام سے بیٹھے ہو اور کیوں خاموش ہو؟ روتے کیوں نہیں؟ جاؤ اپنی زندگی کے تمام دن اپنے نفس پر رونے پر گزار دو حتیٰ کہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیرے گناہ کا کیا حال ہے۔ کیا وہ بخش دیا گیا ہے یا نہیں۔ اس کے بعد حضرت معتمر رحمتہ اللہ علیہ خوف کے مارے تیس سال تک روتے رہے حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ (مترجم کا کلام ختم ہوا)

شمع رسالت کے درخشاں آداب

(مفتی محمد انعام الحق قاسمی)

(۱) مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکڑی کا ایک منبر بنایا گیا، جس کے تین درجہ تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دینے کے لئے سب سے اوپر کے درجے پر بیٹھتے تو درمیانی درجہ پر پاؤں مبارک رکھتے، جب حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ بنے تو خطبہ دینے کیلئے درمیانی درجہ پر بیٹھتے جبکہ پاؤں مبارک نچلے درجہ پر رکھتے، جب عمر فاروق خلیفہ بنے تو خطبہ دینے کے لئے سب سے نچلے درجہ پر بیٹھتے، جبکہ پاؤں زمین پر رکھتے، جب حضرت عثمان غنی کا دور آیا تو انہوں نے منبر شریف کے درجات زیادہ کر دیے، جب خطبہ دینے کی ضرورت پیش آتی تو آپ منبر کے پہلے درجہ پر کھڑا ہوا کرتے تھے، خلفاء راشدین کا عمل ادب کے معاملہ میں سند رکھتا ہے۔

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وصال مبارک سے پہلے جب مرض کا غلبہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ابوبکر صدیق مسجد میں نمازوں کی امامت کروائیں، چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ میں سترہ نمازیں پڑھانے کا شرف نصیب ہوا، وصال مبارک سے دو روز قبل حضرت ابوبکر صدیق نماز ظہر کی امامت کروا رہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شدید علالت کے باوجود حضرت علی اور حضرت عباس کے کندھوں کا سہارا لے کر جماعت میں شمولیت کے لئے مسجد تشریف لائے، حضرت ابوبکر صدیق کو جب اندازہ ہوا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں تو دوران نماز مصلے سے پیچھے ہٹے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا کہ

پیچھے مت ہو پھر نبی علیہ السلام حضرت ابو بکر صدیق کے برابر بیٹھ کر نماز ادا فرمانے لگے، حضرت ابو بکر صدیق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے، اور دوسرے تمام صحابہ حضرت ابو بکر صدیق کی اقتداء کرتے اور اس طرح یہ نماز مکمل ہوئی، نماز سے فراغت حاصل ہونے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق سے پوچھا آپ دوران نماز میں پیچھے کیوں ہٹے؟ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا "(ابو قحافہ کے بیٹے کو یہ زیب نہیں دیتا ہے کہ رسول اللہ کے آگے نماز پڑھے) حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے عمل کے ذریعہ یہ ثابت کر دیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین **"لا تقدم بین یدی اللہ و رسولہ"** کے فرمانِ الٰہی پر کس بے ساختگی سے عمل کرتے تھے (صحیح البخاری ۶۸۴ - سنن ابو داؤد ۹۴۱ صحیح مسلم ۹۷۶ - نصب الرایہ ۲/۷۶)

(۳) ایک مرتبہ حضرت نضلہ اسلمیؓ اور حضرت ابن الأ ورعؓ تیر اندازی میں باہر مقابلہ کر رہے تھے کسی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کو تیر اندازی میں دیکھ کر خوش ہوئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نضلہ سے فرمایا، اے بنی اسماعیل! تم تیر اندازی کرو، چونکہ تمہارا باپ تیر انداز تھا، تم تیر پھینکتے جاؤ میں ابن ورع کے ساتھ ہوں، یہ الفاظ سنتے ہی حضرت نضلہ نے کمان رکھ دی اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ ابن وراع کے ساتھ ہوں تو ادب کی بنا پر میں مقابلہ میں تیر نہیں پھینک سکتا۔ یعنی مقابلہ کا لفظ برابری کے زمرہ میں آتا ہے، مجھے کہاں زیب دیتا ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کروں گو کہ وہ تیر پھینکنے ہی میں کیوں نہ ہو۔ (فتح الباری ۹/۹۲ - عمدۃ القاری ۱۲/۹۳ - باب التحریض علی الرمی)

(۴) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دستر خوان پر حاضر ہوتے تو اس وقت تک طعام کو ہاتھ نہ لگاتے جب تک نبی علیہ السلام شروع

نہ فرماتے، چونکہ آقا کی موجودگی میں غلام کا کسی کام میں پہل کرنا، بے ادبی سمجھی جاتی ہے، اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کھانا کھانے میں بھی پہل نہیں کیا کرتے تھے۔
(تحفۃ الذاکرین ۲۲۱- الآداب الشرعیۃ ۳/۳۰۷- الاذکار النوویۃ ۲۳۰- الترغیب والترہیب ۹۱/۳)

(۵) حضرت ابومحذورہ کے سر کے سامنے کے حصہ میں بالوں کا اس قدر لمبا گچھا تھا کہ جب آپ زمین پر بیٹھ کر اپنے بال کھولتے تو وہ بال زمین سے لگ جاتے، ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ آپ ان بالوں کو کٹوا کیوں نہیں دیتے، آپ نے جواب دیا کہ میرے ان بالوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار سے پکڑا تھا، اس کے بعد سے میں نے انہیں کٹوانا چھوڑ دیا۔ عشق وادب کی انتہاء دیکھئے، اگر عام آدمی ظاہری نظر سے دیکھے تو اسے یہ بات معمولی نظر آئیگی، مگر آداب واکرام کے حدود میں بڑی وسعت ہے، ہر انسان کو اس کے نصیب کے بقدر حصہ ملتا ہے۔ الاستیعاب ۱/۸۳- سیر اعلام النبلاء ۴۱۱/۵)

(۶) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو حضرت ابوایوب انصاری کے مکان پر قیام فرمایا، اس مکان کی دو منزلیں تھیں، حضرت ابوایوب انصاری مع اہل وعیال اوپر والی منزل میں ٹھہرے، جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نچلی منزل میں قیام پزیر ہوئے، حضرت ابوایوب انصاری رات کو محو خواب تھے، اچانک آنکھ کھلی، معاًدل میں یہ خیال آیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیچے ہیں اور میں اوپر ہوں، یہ تو صریحاً بے ادبی ہے، چنانچہ بستر سے اٹھ کر کمرے کی دیوار سے چپک کر کھڑے رہے، حتی کہ صبح ہوگئی، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری ہوئی تو بصد اصرار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوپر والی منزل میں ٹھہرایا، آپ خود مع اہل وعیال نیچے آگئے۔
(الاستیعاب ۶۲۱/۱- الاصابہ ۴۳۲/۲- سیر اعلام النبلا ۴۵۳/۷۰)

غصے پر قابو پانے کے فضائل

احادیث میں غصے پر قابو پانے کے کثیر فضائل مذکور ہیں ان میں سے چار فضائل درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ، سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"بہادر وہ نہیں جو پہلوان ہو اور دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت خود کو قابو میں رکھے۔ (بخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، ۴/۱۳۰، الحدیث: ۶۱۱۴)

(۲) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا
: جو شخص اپنی زبان کو محفوظ رکھے گا اللہ عزوجل اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے غصے کو روکے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اس سے روک دے گا اور جو اللہ عزوجل سے عذر کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے عذر کو قبول فرمائے گا۔

(۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جو اپنے غصہ میں مجھے یاد رکھے گا میں اسے اپنے جلال کے وقت یاد کروں گا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ اسے ہلاک نہ کروں گا۔ (فردوس الاخبار، باب القاف، ۲/۱۳۷، الحدیث: ۴۴۷۶)

(۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، تاجدارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بندے نے غصہ کا گھونٹ پیا، اس سے بڑھ کر اللہ عزوجل کے نزدیک کوئی گھونٹ نہیں (شعب الایمان، السابع والخمسون من شعب الیمان، فصل فی ترک الغضب۔۔۔ الخ ۶/۳۱۴، الحدیث: ۸۳۰۷)

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کے پاس 2 آدمیوں نے آپس میں ایک دوسرے کو گالی دی۔ ان میں سے ایک کا چہرہ غصہ کی وجہ سے سرخ ہوگیا۔ رسول کریم ﷺ نے اس آدمی کی طرف دیکھ کر فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر وہ اسے کہہ لے تو اس سے (غصہ کی حالت) جاتی رہے گی (وہ کلمہ یہ ہے) **اعوذ باللہ من شیطن الرجیم** (بخاری)(مسلم، کتاب البر والصلۃ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک دوسرے کو گالی دی، پس ایک شخص کو شدید غصہ آیا حتی کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ شدید غصہ کی وجہ سے اس کی ناک پھٹ جائے گی، پس نبی ﷺ نے فرمایا مجھے ایک کلمہ معلوم ہے اگر وہ شخص اسے پڑھ لے تو اس کا تمام غصہ ختم ہو جائے گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول وہ کون سا کلمہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا

اللھم انی اعوذبک من الشیطان الرجیم

(اے اللہ! میں شیطان مردود سے تیری پناہ چاہتا ہوں) راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اسے (جسے غصہ آیا تھا) کہنے لگے یہ کلمات کہو تو اس نے انکار کر دیا اور لڑائی میں مزید تیز ہوگیا اور اس کے غصہ میں اضافہ ہونے لگا۔ (سنن ابی داؤد، جلد سوئم کتاب الادب: 4780)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔ اس شخص نے اپنی (وہی) درخواست کئی بار دہرائی۔ آپ ﷺ نے ہر مرتبہ یہی ارشاد فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔ (بخاری) (جامع ترمذی، جلد اول باب البر والصلۃ: 2020)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

طاقتور وہ نہیں ہے جو (اپنے مقابل کو) پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پا لے۔(سنن ابی داؤد جلد سوئم کتاب الادب:4779)(بخاری)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو اس کو چاہئے کہ بیٹھ جائے اگر بیٹھنے سے غصہ چلا جائے (تو ٹھیک ہے) ورنہ اس کو چاہئے کہ لیٹ جائے۔(ترمذی)(ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگوں کو (دین) سکھاؤ اور خوشخبریاں سناؤ اور دشواریاں پیدا نہ کرو اور جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہئے کہ خاموشی اختیار کر لے۔(مسند احمد)

حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: غصہ شیطان (کے اثر) سے ہوتا ہے۔شیطان کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے لہذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اس کو چاہئے کہ وضو کر لے۔(ابوداؤد)(سنن ابی داؤد جلد سوئم کتاب الادب:4784

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بندہ (کسی چیز کا) ایسا کوئی گھونٹ نہیں پیتا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک غصہ کا گھونٹ پینے سے بہتر ہو جس کو وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پی جائے۔(مسند احمد)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص غصہ کو پی جائے جبکہ اس میں غصہ کے تقاضا کو پورا کرنے کی طاقت بھی ہو (لیکن اس کے باوجود جس پر غصہ ہے اس کو کوئی سزا نہ دے) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ساری مخلوق کے سامنے بلائیں گے اور اس کو اختیار دیں گے کہ جنت کی حوروں میں سے جس حور کو چاہے اپنے لئے پسند کر لے۔(ابوداؤد)(جامع ترمذی جلد اول باب البر والصلۃ:2021)

مکتوب نہم

(حضرت مجدد الف ثانیؒ)

ان حالات کے بیان میں جو نیچے اترنے کے مقام یعنی مقام نزول سے مناسبت رکھتے ہیں، یہ بھی اپنے پیرومرشد محترم بزرگوار کی خدمت میں لکھا۔

عریضہ: یہ اس سیاہ رُو بد بخت اور بد خو گنہگار کا عریضہ ہے جو اپنے وقت و حالت پر مغرور اور وصل و کمال پر فریفتہ شدہ ہے جس کا کام سراسر اپنے آقا کی نافرمانی ہے اور جس کا عمل سر بسر عزیمت و اولیٰ کو ترک کرنا ہے، جس نے مخلوق کی نظر گاہ یعنی اپنی ظاہری حالت کو عمدہ بنایا ہوا ہے اور حق تعالیٰ کی نظر گاہ یعنی دل کو خراب و برباد کیا ہوا ہے، جس کی تمام ہمت و کوشش اپنے ظاہر کو آراستہ کرنے پر لگی ہوئی ہے اور اس کا باطن اس کے باعث ہمیشہ رسوائی میں ہے، اس کا قال اس کے حال کے بالکل برخلاف ہے اور اس کا حال اس کے اپنے خیال پر مبنی ہے، اس خواب و خیال سے کیا حاصل ہوتا ہے اور اس قال و حال سے کیا عقدہ کشائی ہوتی ہے (لہذا) بدبختی اور خسارہ کے سوا کچھ حاصل نہیں ہے، سرکشی اور گمراہی ہر وقت اس کے عمل میں ہے، وہ فساد و شرارت کا مبدا اور ظلم و معصیت کا منشا (پیدا ہونے کی جگہ) ہے، غرضیکہ اس کا تمام جسم عیوب اور مجموعہ گناہ ہے، اس کی نیکیاں لعنت اور رَدّ کرنے کے لائق ہیں اور اس کی بھلائیاں طعن اور پھینک دینے کے قابل ہیں، (بہت سے قرآن کریم پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن مجید اُن پر لعنت کرتا ہے) یہ حدیث اس کے حق میں معتبر گواہ ہے۔ (بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ جن کو سوائے بھوک اور پیاس کے روزہ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا) یہ بھی اس کے بارے میں شاہد صادق ہے۔ پس اس شخص پر افسوس ہے جس کا حال اور

مرتبہ، کمال اور درجہ اس قسم کا ہو، اس کا استغفار کرنا بھی دوسرے تمام گناہوں کی طرح گناہ ہے بلکہ ان سے بھی زیادہ شدید گناہ ہے اور اس کا توبہ کرنا بھی دیگر تمام برائیوں و نافرمانیوں کی طرح برائی و نافرمانی ہے بلکہ ان سے بھی زیادہ بدتر ہے، اور یہ مقولہ ''(یعنی بُرا آدمی جو کچھ کرتا ہے بُرا ہی ہوتا ہے)'' اس بات کا مصداق ہے۔

(ترجمہ) نہ جَو گندم سے اُگتے ہیں نہ گندم جَو سے اُگتی ہے'

اس کا مرض ذاتی ہے جو علاج کو قبول نہیں کرتا اور اس کی بیماری اصلی ہے جو دوا کو قبول نہیں کرتی، جو چیز کسی کی ذات میں داخل ہو یعنی ذاتی ہو وہ اس کی ذات سے کبھی زائل نہیں ہوتی۔

(ترجمہ) نہیں جاتی ہے حبشی کی سیاہی کیونکہ فطری ہے'

کیا کرسکتا ہوں۔ (سورۂ نحل آیت ۳۳) (ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر ظلم نہیں کیا بلکہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں) ۔ہاں خیر محض کے لئے شرِ محض بھی ہونا چاہئے تاکہ خیر (بھلائی و نیکی) کی حقیقت واضح ہو جائے ۔'' (اور چیزیں اپنی ضدوں یعنی بالمقابل چیزوں ہی سے پہچانی جاتی ہیں) ۔خیر و کمال موجود تھا لہذا اس کے بالمقابل شر و نقص بھی ہونا چاہئے تھا حسن و جمال کو (اپنے اظہار کے لئے) آئینہ کی ضرورت ہے، لہذا جس چیز میں نقص و شر زیادہ ہوگا خیر و کمال بھی اسی قدر زیادہ نمایاں ہوگا۔

عجیب معاملہ ہے کہ اس ذم (برائی) نے مدح (تعریف) کے معنی پیدا کر لئے اور یہ شرارت و نقصان' خیر و کمال کا محل و مقام بن گیا، پس لازمی طور پر عبدیت کا مقام تمام مقامات سے بلند ہوگا اس لئے کہ یہ معنی یعنی اپنے نقص کو دیکھنا مقامِ عبدیت میں نہایت کامل اور مکمل طور پر پائے جاتے ہیں (لہذا) محبوبوں کو اس مقام سے مشرف فرماتے ہیں اور محبین (محبت کرنے والے) ذوقِ شہود کے ساتھ لذت حاصل کرتے ہیں' بندگی میں لذت حاصل کرنا اور اس کے ساتھ اُنس اختیار کرنا محبوبوں کے ساتھ مخصوص ہے، محبوں کا اُنس محبوب کے

مشاہدہ میں ہے اور محبوبوں کا اُنس محبوب کی بندگی میں ہے اسی اُنس (یعنی بندگی) میں ان کو اس (دیدِ نقص کی) دولت کا شرف بخشتے اور اس نعمت کے ساتھ سرفراز کرتے ہیں۔اس میدان کے یکتا شہسوار دین و دنیا کے سردار اور اوّلین و آخرین کے آقا حبیب رب العالمین ہیں علیہ من الصلوات اتمھا و من التحیات اکملھا (آپؐ پر کامل ترین درود اور اکمل ترین سلام ہوں)۔ اور (کارکنانِ قضاوقدر) جس کو محض فضل و کرم سے (نقص اعمال کے دیکھنے کی) یہ دولت عطا فرمانا چاہتے ہیں اس کو آنسرورِ عالم علیہ الصلوۃ والسلام کی کمال درجہ کی متابعت نصیب فرمادیتے ہیں اور اس متابعت کے وسیلے سے اس کو بلند مقامات کی دہلیز پر لے جاتے ہیں۔ (سورۃ جمعہ آیت ۴) (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل و کرم والا ہے)۔

شر اور نقص کے کمال سے مراد سالک کا علمِ ذوقی ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ شخص شرارت و نقص سے متصف ہو، اس علم والا شخص اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے اخلاق سے متخلق ہوتا ہے، (دیدِ نقص کا) یہ علم بھی اسی تخلق باخلاق اللہ ہی کا ثمرہ ہے، شرارت و نقص کی اس مقام میں سوائے اس کے اور کوئی گنجائش نہیں ہے کہ علم اس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، یہ علم شہودِ تام (کامل مشاہدہ) کے واسطہ سے خیرِ محض (سراسر بھلائی) ہے، اس خیر (بھلائی) کے پہلو میں تمام چیزیں شر نظر آتی ہیں، یہ کیفیت نفسِ مطمئنہ کے اپنے مقام میں نزول کر لینے کے بعد ہے جب تک سالک اس طرح سے اپنے آپ کو زمین پر نہ ڈالے اور (اپنے نفس کی فنائیت کے) کام کو اس درجہ تک نہ پہنچائے اپنے مولائے کریم جل شانہٗ کے کمالات سے بے نصیب رہتا ہے پس وہ شخص کس طرح بے نصیب نہیں ہوگا جو اپنے آپ کو عین مولا و آقا جانتا ہے اور اپنی صفات کو حق تعالیٰ شانہ کی صفات سمجھتا ہے، (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت ہی اعلیٰ و ارفع ہے) ایسا خیال کرنا اسماء و صفات میں الحاد و زندقہ ہے، اس عقیدے

والے لوگ اس گروہ میں شامل ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ؟ (اعراف آیت ۱۸۰) (ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اللہ تعالٰی کے اسماء میں الحاد کرتے ہیں) یہ بات ضروری نہیں ہے کہ ہر وہ شخص جس کا جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہو وہ ضرور محبوبین میں سے ہے لیکن محبوبیت میں جذبہ کا مقدم ہونا شرط ہے ہاں البتہ ہر جذبہ میں محبوبیت کے ایک قسم کے معنی پائے جاتے ہیں کہ جس کے بغیر جذب حاصل نہیں ہوتا اور محبوبیت کے وہ معنی کسی عوارض سے پیدا ہوتے ہیں ذاتی نہیں ہیں اور محبوبیت کے ذاتی معنی اشیاء میں سے کسی شئے کے ساتھ معلل نہیں ہیں (یعنی محبوبیتِ ذاتیہ کسی علت اور سبب کے بغیر حاصل ہوتی ہے) جیسا کہ ہر منتہی کو آخر جذبہ حاصل ہے لیکن وہ محبوں کے گروہ میں داخل ہے (محبوبین کے گروہ میں داخل نہیں ہے) اور کسی عارض کے تعلق سے اس میں محبوبیت کے معنی پیدا ہو گئے ہیں (ذاتی نہیں ہیں) اور اس قسم کی محبوبیت جو کسی عارض کی وجہ سے حاصل ہوئی ہو سالک کے مطلقاً محبوبین میں سے ہونے کے لئے کافی نہیں ہے، اور وہ عارض تصفیہ اور تزکیہ ہے اور بعض مبتدیوں میں آپ سرورعالم علیہ الصلوۃ والسلام کا اتباع مجمل طور پر اس معنی کے حصول کا سبب ہے خواہ وہ اتباع بعض امور میں ہی ہو بلکہ منتہی میں بھی' (اس کے حصول کا باعث) اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے اور بس' اور محبوبین میں بھی اُس محبوبیت ذاتیہ کے معنی کا ظہور فضل ربی ہونے کے باوجود آپ سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع ہی سے وابستہ ہیں بلکہ میں کہتا ہوں کہ وہ معنی ذاتی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مناسبتِ ذاتیہ کے واسطہ سے ہیں اور (اللہ تعالٰی کے اسماء میں سے) جو اسم اس سالک کا رب (تربیت کرنے والا) ہے اس خصوصیت کے حق میں اُس اسمِ الٰہی کے مناسب واقع ہوا ہے جو کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا رب ہے اور اس نے یہ سعادت وہیں سے حاصل کی ہے، (اللہ سبحانہ و تعالٰی ہی حق بات کو جانتا ہے اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے، اور اللہ تعالٰی حق بات کو ثابت کرتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے)۔

نفرتوں کے اسبا ب اور ان کا حل

(مفتی ڈاکٹر محمد کریم خان)

اسلام محبت والفت کا دین ہے۔یہ ان عوامل اوراسباب کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ جن کی وجہ سے باہمی الفت ومحبت پروان چڑھتی ہے، شیطانی طاقتوں کو یہ بات قطعاً گوارانہیں کہ مسلمان آپس میں پیارومحبت سے زندگی گزاریں، وہ دن رات کوشش کرتے ہیں کہ ان کی محبت کونفرت میں اور قربت کودوری میں بدل دیں، مسلمانوں میں بغض وعداوت پیدا کرنا اوران کے اتحادواتفاق کوپارہ پارہ کرنا اس کی اولین ترجیح ہے۔اسلام نے نفرت کا سبب بننے والے ان تمام تر اقوال وافعال کی بیخ کنی کی اوران پرسخت وعیدیں سنائیں تاکہ ایسے تمام عناصر کی حوصلہ شکنی ہو، جوکسی بھی اعتبار سے مسلمانوں کے بارے میں اپنے دلوں میں نفرت رکھتے ہیں یانفرت انگیز چیزوں کورواج دیتے ہیں، ذیل میں چند ان اسباب کا ذکر کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے آپس میں نفرتیں پھیلتی ہیں تاکہ ان کی وجہ سے بچا جا سکےاوران اسباب کا ذکر کیا جاتا ہے جن کی وجہ سےنفرتیں محبتوں میں تبدیل ہوسکتی ہیں تاکہ ان کواختیار کیا جا سکے۔

باہمی نفرت کے اسباب۔وہ اسباب جن کی وجہ سے ایک انسان دوسرے سے نفرت کرنے لگتا ہے ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔سخت رویہ: بلا وجہ سختی کرنے والے لوگ کبھی دوسروں کواپنے قریب نہیں کرسکتے اور نہ ہی ان کے دلوں میں اپنا احترام اور محبت پیدا کرسکتے ہیں،بات بات پر ڈانٹنا جھڑک دینا،خونی رشتوں کوبھی توڑ دیتا ہے جبکہ نرم لہجہ،نرم گفتگواوراچھا اخلاق ایسی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے غیر بھی دوست بن جاتے ہیں،

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم، رسول محتشمﷺ سے فرمایا: (اے حبیب مکرمﷺ!) پس اللہ کی کیسی رحمت ہے کہ آپﷺ ان کیلئے نرم طبع ہیں اور اگر آپﷺ تندخو (اور) سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے گرد سے چھٹ کر بھاگ جاتے، سو آپﷺ ان سے درگزر فرمایا کریں اور ان کیلئے بخشش مانگا کریں (آل عمران: 159)۔ سخت مزاج لوگوں کو جہنم کی وعید سنائی گئی ہے رسول اکرمﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اہل جہنم کی خبر نہ دوں؟ وہ سخت مزاج بدخو اور تکبر کرنیوالے ہیں (صحیح بخاری: 4918)۔

لوگوں کو اذیت دینا: لوگوں کو کسی بھی اعتبار سے اذیت دینا، نفرت اور دوری کا باعث بنتا ہے، انسان تو انسان جانور بھی اذیت دینے والے افراد سے دور بھاگتے ہیں، ایسے افراد کو نبی کریمﷺ کے مبارک فرامین پر غور کرنا چاہیے، آپﷺ نے فرمایا: اللہ کے ہاں قیامت کے دن، مرتبے کے اعتبار سے سب سے بدتر وہ شخص ہوگا جس کو لوگ اس کے شر کی وجہ سے چھوڑ دیں (صحیح بخاری: 6232)۔

نبی کریمﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جس نے مسلمان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی (معجم الاوسط: 3607)، یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی بالآخر اللہ تعالیٰ اسے عذاب میں گرفتار فرمائے گا۔ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہمارے گروہ میں سے نہیں ہے جو مسلمان کو دھوکا دے یا تکلیف پہنچائے یا اس کے ساتھ مکر کرے (کنز العمال: 7822)۔

وہ لوگ جو ہمسائیگی میں رہتے ہیں اگر کوئی ان سے پریشان ہے تو انہیں اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے، نبی کریمﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم

وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، پوچھا گیا کون ہے وہ اے اللہ کے رسول ﷺ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا ہمسایہ اس کی اذیت سے محفوظ نہیں (صحیح بخاری:6016)

غرور و تکبر: متکبر شخص کبھی لوگوں کی نظر میں قابل احترام نہیں بن سکتا، لوگ اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، متکبر اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر اور اعلیٰ خیال کرتا ہے، کبھی مال و دولت کی وجہ سے، کبھی عہدہ و منصب کی وجہ سے اور کبھی حسن و خوبصورتی کی وجہ سے ہوتا ہے، تکبر کی اسلام نے شدید مذمت کی ہے۔

رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے: جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا، ایک شخص نے عرض کیا ایک شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اس کا جوتا اچھا ہو، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ خوبصورت ہے خوبصورتی کو پسند کرتا ہے، تکبر حق بات کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے (صحیح مسلم: 91)، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: کسی بھی شخص کے برا ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے (صحیح مسلم:2564)۔

طعنہ زنی اور مذاق اڑانا: بعض لوگ دوسروں کو ان کی غربت ان کی، برادری رنگ و نسل یا کسی پیدائشی نقص کا طعنہ دیتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کبھی کسی عمل کی وجہ سے، یا کسی غلطی کی وجہ سے مذاق اڑا کر فخر محسوس کرتے ہیں، ایسا رویہ رکھنے والوں سے لوگ نفرت کرتے ہیں اوران سے دور بھاگتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ایک مومن اور سچا مسلمان ایسا نہیں کرتا۔

جیسا کہ حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: مومن طعنہ زنی کرنے والا، لعنت کرنے والا نہیں (الادب المفرد، ص 237)، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے دوسروں کا مذاق اڑانے سے واضح الفاظ میں منع فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے، ممکن ہے وہ لوگ اُن (تمسخر کرنے والوں) سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں ہی

دوسری عورتوں کا(مذاق اڑائیں)ممکن ہے وہی عورتیں اُن (مذاق اڑانے والی عورتوں) سے بہتر ہوں(الحجرات 49:1)۔

دھوکہ اور مکروفریب: دھوکہ دینے اور مکروفریب کرنے والے افراد دوسروں کی نظروں سے گر جاتے ہیں، دھوکا دینے والا نہ صرف اپنا اعتماد کھودیتا ہے بلکہ وہ لوگوں کی نظر میں اس قدر معیوب ہو جاتا ہے کہ لوگ کبھی بھی اسے اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرتے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جس نے ہم سے دھوکہ کیا، وہ ہم میں سے نہیں، مکر اور دھوکہ دینے والا آگ میں ہے(صحیح ابن حبان: 5559)۔حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوشخص ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں جوشخص ہم کو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں(صحیح مسلم:(283)۔

عصر حاضر میں دھوکا ایک معمول بن چکا ہے عیب دار اور خراب چیزیں بڑی چالاکی سے لوگوں کو بیچ دی جاتی ہیں خراب اور ملاوٹ شدہ چیزیں اصلی اور خالص ظاہر کر کے بیچ دی جاتی ہے، حالانکہ اس طریقے سے اشیاء بیچنا شریعت اسلامی کے تجارتی اصولوں کے برعکس ہے۔

نفرتوں کے خاتمے کا حل:

نفرتوں کو مٹانے اور محبت والفت کو پروان چڑھانے والے امور حسب ذیل ہیں:

سلام کہنا: سلام ایک مسلمان کا دوسرے کیلئے تحفہ اور حق ہے، شریعت اسلامیہ نے اسے امت مسلمہ کی باہمی محبت اور الفت کا ذریعہ قرار دیا ہے، جب ایک شخص دوسرے کو سلام کہتا ہے تو یہ اس کیلئے سلامتی، رحمت اور برکت کی دعا کرتا ہے، جب یہ دعا دل سے الحق ہے تو محبت کا باعث بنتی ہے، کتنے ایسے ہیں جو سلام تو کہتے ہیں لیکن اس کے باوجود ایک دوسرے کو دیکھنا

پسند نہیں کرتے۔سلام دل سے کہا جائے تو پھر محبت پیدا ہوتی ہے

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:تم اس وقت تک جنت نہیں جا سکتے جب تک مومن نہ بن جاؤ تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم آپس میں محبت نہ کرنے لگو، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں جب تم اسے اختیار کرو تو آپس میں محبت کرنے لگ جاؤ گے،آپس میں سلام عام کیا کرو(صحیح بخاری: 54)۔

مسکرا کر ملنا: دوسروں کو مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے ملنا بھی ایک صدقہ ہے مسکراہٹ بہت قیمتی سرمایا ہے جبکہ اس پر کچھ خرچ نہیں ہوتا بلکہ اس پر اجر و ثواب ملتا ہے،رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "اپنے بھائی سے تمہارا مسکرا کر ملنا بھی ایک صدقہ ہے" (جامع ترمذی: 1956)۔ملاقات اور تیمارداری کیلئے جانا: اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی رضا کیلئے ،بغیر کسی دنیاوی مفاد کے،مسلمان بھائی سے ملاقات یا تیمارداری کیلئے جانا ایک انتہائی عظیم عمل ہے،اس سے محبت پیدا ہوتی ہے،دوسرے کے دل میں احترام بھی بڑھتا ہے اور جنت میں گھر کی نوید بھی ملتی ہے،رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:"جس نے مریض کی عیادت کی یا کسی مسلمان بھائی کی زیارت کی تو اس کو ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے،تمہاری زندگی مبارک ہو،تمہارا چلنا مبارک ہو،اور تم نے جنت میں ایک گھر حاصل کر لیا(جامع ترمذی: 2008)

تحائف کا تبادلہ: معاشرتی زندگی میں پیار و محبت بڑھانے میں باہمی ہدایا و تحائف وغیرہ کے تبادلے کو بڑی اہمیت حاصل ہے،تحفہ محبت کی کنجی ہے،تحفہ محبت کو پروان چڑھاتا ہے، دوست احباب عزیز و اقارب ،رشتہ داروں، محلے داروں اور استاد شاگرد سے خلوص و محبت کا اظہار کرنے اور محبت کو اور زیادہ بڑھانے کیلئے تحفے تحائف اور ہدایا وغیرہ کا تبادلہ باہمی دلوں کے جوڑنے اور باہمی رنجشوں اور نفرتوں کو مٹانے کا عمل ہے،رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ایک دوسرے کو تحفے دیا کرو (تاکہ باہمی محبت قائم ہو سکے "(موطا امام مالک:1264)۔
حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " آپس میں ہدیے تحفے دیا کرو، کیونکہ ہدیہ سینوں کی کدورت و رنجش (نفرتوں) کو دور کرتا ہے اور ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کے ہدیہ کو حقیر نہ سمجھے، اگر چہ وہ بکری کے کھر ہی (کا ہدیہ) کیوں نہ ہو(جامع ترمذی:2130)

خیر خواہی کرنا: دین اسلام خیر خواہی ہے، انسان جس طبقے سے بھی تعلق رکھتا ہے اس کے ساتھ خیر خواہی کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے، دینی اعتبار سے بھی اور دنیاوی اعتبار سے بھی، خیر خواہی کے سب سے زیادہ حق دار گھر کے افراد ہیں، جہاں ان کی دنیا کی بہتری کیلئے کوشش اور محنت کی جاتی ہےتو وہاں ان کی دینی اعتبار سے بھی خیر خواہی کی جائے، دینی اعتبار سے خیر خواہی نہ کرنے والا قریبی ہو کر بھی دشمن ہی رہتا ہے، اس لیے کہ جس کو آپ کی آخرت کی فکر نہیں تو آپ کا خیر خواہ کیسے ہو سکتا ہے، حضرت جریر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے قائم کرنے، زکوٰۃ کے ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔ (صحیح بخاری:57) قرآن وحدیث کی روشنی میں سخت رویہ، دوسروں کو اذیت دینا غرور وتکبر طعنہ زنی، مذاق اڑانا، دھوکہ دینا اور مکروفریب نفرتوں کے بنیادی اسباب ہیں، ان کی بجائے ایک دوسرے کو سلام کہنا، مسکرا کر ملنا، بڑوں سے ملاقات کرنا، بیمار کی تیمارداری کرنا تحائف کا تبادلہ کرنا، دوسروں کی خیر خواہی اور حسن سلوک محبتوں اور الفتوں کو پروان چڑھاتے ہیں، اس وقت مسلمانوں کو بالعموم اور پاکستانی معاشرہ کو بالخصوص نفرتوں سے بچنے اور محبتوں کو پروان چڑھانے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق ادا فرمائے۔

غصہ

(مفتی تنظیم عالم قاسمی)

زندگی میں بے شمار ایسے واقعات پیش آتے ہیں جن میں انسان جذبات سے مغلوب ہو جاتا ہے اور غیظ و غضب سے رگیں پھڑکنے لگتی ہیں۔دل چاہتا ہے کہ فوری طور پر انتقامی کاروائی کی جائے،جیسا بھی ہو سکے سامنے والے کو اپنی برتری اور طاقت کا ایسا کرشمہ دکھایا جائے کہ دشمن طاقتیں ہمیشہ کیلئے زیر ہو جائیں لیکن شریعت نے ایسے تمام مواقع پر اپنے آپ کو قابو میں رکھنے،عقل و ہوش سے کام کرنے اور صبر کی تلقین کی ہے۔اسلئے کہ غصہ اور اشتعال شیطانی اثر ہے۔شیطان انسان کو مختلف تدابیر کے ذریعے ابھارنا چاہتا ہے تاکہ وہ جذبات میں آکر کوئی ایسا کام کر بیٹھے جو اس کے لئے عظیم نقصان اور مشکلات کا باعث بنے، اسی لئے قرآن نے مسلمانوں کو حاسدین اور دشمنوں کے تکلیف دہ کاموں پر غصہ اور اشتعال کے بجائے تحمل،بردباری،عفو درگزر اور برداشت سے کام لینے کی تعلیم دی ہے ارشاد باری تعالی ہے:

"اے نبی!نیکی اور بدی یکساں نہیں،تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو تم دیکھو گے کے تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن جائیگا یہ صفت نصیب نہیں ہوتی مگر ان لوگوں کو جو صبر کرتے ہیں یہ مقام حاصل نہیں ہوتا مگر ان لوگوں کو جو بڑے نصیب والے ہوں۔اور اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لو،وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔(حم سجدہ 34-36)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالی نے اس آیت میں ایمان والوں کو غیظ و غضب میں صبر اور نادانی اور جہالت کے وقت حلم و

بردباری کا اور برائی کے مقابلہ میں عفو و درگزر کا حکم دیا ہے ۔ جب وہ ایسا کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو شیطان کے اثر سے محفوظ رکھے گا۔(تفسیر کبیر)

اس مفہوم پر مشتمل متعدد آیات قرآن کریم میں نازل کی گئی ہیں جن میں مختلف پیرایا سے جذباتیت کے بدلے حقیقت پسندی غصہ اور اشتعال کے بجائے صبر و تحمل اور انتقامی کاروائی چھوڑ کر بردباری اور قوت برداشت کی صفت اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ صبر کا راستہ جنت ہے ۔اور کسی ناخوشگوار واقعہ پر کسی بھائی کے خلاف نفرت و انتقام کی آگ بھڑ کا اٹھنا شیطانی راستہ ہے اور شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے، اس لئے اس سے جہاں تک ہو سکے پرہیز کرنا چاہیے ۔حضرت معاذ بن انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنا غصہ اتارنے اور بدلہ لینے پر قادر ہو اس کے باوجود اپنے غصہ کو دبائے اور قابو میں رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن مخلوق کے سامنے بلائیں گے اور اختیار دیں گے کہ وہ جنت کی آہو چشم حوروں میں سے جس کو چاہے لے لے۔(ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے کوئی وصیت فرمائیں جس پر میں عمر بھر کاربند رہوں آپ نے فرمایا۔غصہ کبھی مت کرنا (بخاری)۔راوی کہتے ہیں کہ اس شخص نے اپنی کوتاہ فہمی کی وجہ سے بار بار یہی سوال لوٹایا مجھے وصیت کیجئے آپ ﷺ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا غصہ کبھی مت کرنا۔غصہ ایمان و عمل کیلئے انتہائی مہلک ہے ۔خلاف مزاج کسی واقعے پر جب انسان بے قابو ہو جاتا ہے تو تمام شرعی رکاوٹیں اسکے لئے بے اعتبار ہو جاتی ہیں اور غصے کی حالت میں جو چاہتا ہے کر ڈالتا ہے ۔اسی لئے آپ نے حدیث مذکورہ میں غیظ و غضب سے دور رہنے کی تاکید کی ہے۔

جذبات کو قابو میں رکھنے اور صبر و تحمل کی فضیلت اور ثواب کی کثرت اس بنیاد پر بھی ہے کہ اس میں ایک شخص کو امتحان کی مختلف راہ سے گزرنا پڑتا ہے۔کہیں ملتے ہوئے فائدوں سے محرومی کو گوارہ کرنا پڑتا ہے کہیں اپنی بے عزتی کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔کہیں زیادہ کو چھوڑ کر کم پر قانع ہونا پڑتا ہے۔کہیں قدرت رکھتے ہوئے اپنے ہاتھ پاؤں کو روک لینا پڑتا ہے۔ کہیں اپنی مقبولیت کو دفن کرنے پر راضی ہونا پڑتا ہے کہیں شہرت اور استقبال کے راستے کو چھوڑ کر گمنامی کے طریقے کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔کہیں الفاظ کا ذخیرہ ہوتے ہوئے اپنی زبان کو بند کر لینا پڑتا ہے۔کہیں جانتے بوجھتے دوسرے کا بوجھ اپنے سر پر لے لینا پڑتا ہے۔کہیں اپنے آپ کو ایسے کام میں شریک کرنا پڑتا ہے جس میں کسی قسم کا کوئی کریڈٹ ملنے والا نہیں۔ ان تمام مواقع پر نفس کو کچل کر، خلاف نفس کام کرنے پر اپنے آپ کو مجبور کرنا پڑتا ہے۔یہی وہ راز ہے جس سے انسان کا سفر ہمیشہ بلندی کی طرف جاری رہتا ہے۔وہ کبھی ٹھوکر نہیں کھاتا اور نہ کبھی سخت مایوسی کا شکار ہونا پڑتا ہے لیکن جذبات اور غیظ و غضب سے ہمیشہ انسان کو نقصان پہنچتا ہے اسمیں فائدے کا کوئی پہلو نہیں۔یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ساری قوتوں کے باوجود کبھی انتقامی جذبات سے کام نہیں لیا۔

دعائے مغفرت

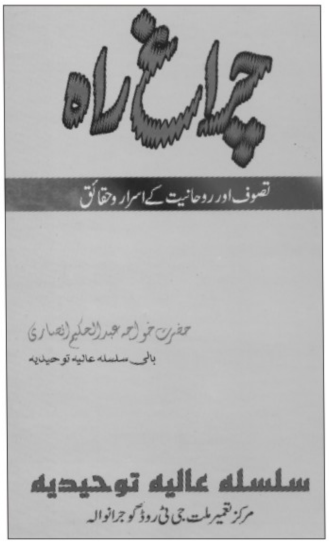
قبلہ محمد صدیق ڈارؒ کی اہلیہ

نوکھر سے سید قیصر شاہ کے بڑے بھائی

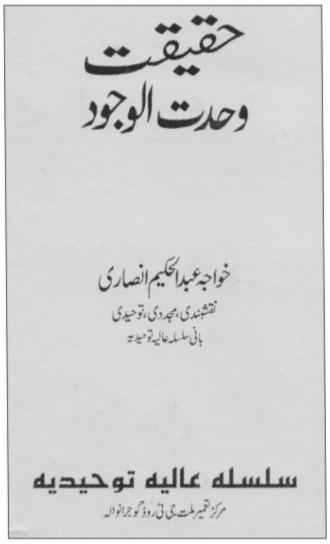
بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِعونَ)

مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا فرمائیں۔

بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی شہرہ آفاق تصانیف

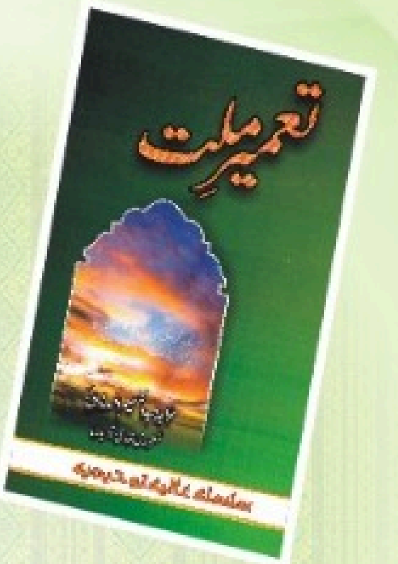


کتاب ہذا بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے خطبات پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے سالانہ اجتماعات پر ارشاد فرمائے اسمیں درج ذیل خصوصی مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔سلوک وتصوف میں ذاتی تجربات ،مرشد کی تلاش کے دس سالہ دور کا حال۔زوال اُمت میں اُمراء ،علماء،صوفیاء کا کردار۔علماء اورصوفیاء کے طریق اصلاح کا فرق۔تصوف خفتہ اور بیدار کے اثرات اورتصوّف کے انسانی زندگی پراثرات۔سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے قیام سے فقیری کی راہ کیونکر آسان ہوئی۔

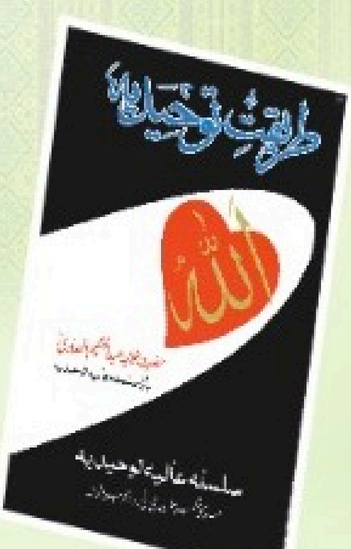


وحدت الوجود کے موضوع پر یہ مختصر سی کتاب نہایت ہی اہم دستاویز ہے۔مصنّفؒ نے وحدت الوجود کی کیفیت اور روحانی مشاہدات کو عام فہم دلائل کی روشنی میں آسان زبان میں بیان کردیا ہے۔ آپ نے جن دیگر موضوعات پر روشنی ڈالی ہے وہ یہ ہیں:۔حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نظریہ وحدت الشہود، انسان کی بقاء اور ترقی کیلئے دین کی اہمیت اورناگزیریت ،بنیادی سوال جس نےنظریۂ وحدت الوجود کو جنم دیا اورروحانی سلوک کے دوران بزرگان عظّام کو ہوجانے والی غلط فہمیاں۔

سلسلہ توحیدیہ کی مطبوعات



قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں کی بے مثال ترقی اور موجودہ دور میں زوال وانحطاط کی وجوہات، اسلامی تصوف کیا ہے؟ سلوک طے کرنے کا عملی طریقہ، سلوک کا ماحصل اور سلوک کے ادوار، ایمان محکم کس طرح پیدا ہوتا ہے؟ عالم روحانی کی تشریح، جنت، دوزخ کا محل وقوع اور ان کے طبقات کی تعداد، انسانی روح کی حقیقت کیا ہے؟ روح کا دنیا میں آنا اور واپسی کا سفر، اسلامی عبادات، معاملات، اور اخلاق و آداب کے اسرار و رموز اور نفسیاتی اثرات، امت مسلمہ کے لئے اپنے کھوئے ہوئے مقام کے حصول کیلئے واضح لائحہ عمل۔



یہ کتاب سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا آئین ہے۔ اس میں سلسلے کی تنظیم اور عملی سلوک کے طریقے تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ جو لوگ سلسلہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں انہیں یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے۔ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے تصوف کی تاریخ میں پہلی مرتبہ فقیری کا مکمل نصاب اس چھوٹی سی کتاب میں قلم بند کر دیا ہے۔ اس میں وہ تمام اوراد و اذکار اور اعمال و اشغال تفصیل کے ساتھ تحریر کر دیئے ہیں، جس پر عمل کر کے ایک سالک اللہ تعالیٰ کی محبت، حضوری، لقاء اور معرفت حاصل کر سکتا ہے۔

Reg: CPL - 01

Website www.tauheediyah.com